اقرأ باسم ربك الذي خلق

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے علم سکھایا

صرف صغیر

فارسی زبان کے ضروری قواعد مبتدیوں کے لئے

جس کو شمس العلماء ڈاکٹر مولوی حافظ محمد نذیر احمد خاں صاحب مرحوم

ایل ایل ڈی، ڈی او ایل، ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف ریونیو حیدرآباد دکن نے

۱۸۷۷ء میں تصنیف کیا

حسب فرمایش مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف الصدق مولانائے مرحوم

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج میں ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء طبع ہوا

پانچویں بار ایک ہزار جلد (جملہ حقوق بحق مولوی بشیر الدین احمد صاحب محفوظ ہیں) قیمت ۶/ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف خدا کو ہے مسلّم — پیدا کیا جس نے کُن سے عالم

دی نطق کی آدمی کو قوت — بخشا اُس کو شرف کا خلعت

مہر و مہ و آسمان و انجم — حیوان و پری و دیو و مردم

دریا و زمین و کوہ و صحرا — باغ و گل و سبزہ مطرّا

سب کا ہے وہی بنانے والا — ما اعظم شانہٗ تعالےٰ

انساں سے ہو حمد اسکی کیا خاک — احمد نے کہا ہے ما عرفناک

احمد وہ نبیِ صاحبِ شاں — نازل ہوا جسکے حق میں قرآں

قرآں سے کیا جہاں مسخّر — تھا شورِ فصاحت اُس کا گھر گھر

اُمّی نے کتاب پڑھ سُنائی — بولا تو عرب نے چپ لگائی

گویائے فصیح سب کے سب تھے — پر سامنے اسکے بستہ لب تھے

گو رفعتِ کرسی فلک تھی — معراج میں اُسکی اک اُچک تھی

کیا رتبہ ہے کیا بلندیِ شاں — ماں باپ ہوں سب کے اُسپہ قرباں

واضح ہو کہ زبان فارسی ملک فارس کی بولی ہے جو ہندوستان سے سمت مغرب مائل بشمال ڈیڑھ ہزار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ازبسکہ ہندوستان ملک سیر حاصل زرخیز ہے۔ بادشاہانِ روئے زمین کو ہمیشہ یہ تمنا رہی ہے کہ اس کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں لائیں۔ لیکن یہ ملک قدرتی حصار میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں وہ مشہور پہاڑ ہے جسکو (ھمالیہ) بولتے ہیں۔ یہ پہاڑ دو ہزار کوس کا لمبا اور چار سو کوس کا چوڑا اور اکثر جگہ دو کوس کا اونچا ہے اور سرحد کابل میں ہندوکش پہاڑ سے شروع ہوکر پورب میں ملک برہما کی سرحد پر سمندر سے جاملا ہے۔ اس پہاڑ کے شمال میں ملک چین وتبت وتاتار واقع ہیں اور اسی پہاڑ نے ہندوستان کو بادشاہ چین کی تاخت سے محفوظ رکھا ہے۔ اس واسطے کہ اس پہاڑ میں صرف چند جگہ تاریک گھاٹیاں وارپار ہیں۔ اور کسی جگہ عبور کا راستہ نہیں اور ان جگھوں کی راہ فوج ولشکر وسامان حرب وجدال کا آنا دشوار۔ اس طور پر شمال کی جانب سے ہندوستان کو خوف نہیں۔ پورب اور جنوب میں سمندر ہے وہ بھی ہمالیہ سے کم نہیں۔ صرف ایک سمت پچھم خالی ہے کہ اُدھر کوئی زبردست روک نہیں۔ اسی وجہ سے ہندوستان پر ہمیشہ پچھم سے آفتیں نازل ہوتی ہیں جس بادشاہ کو تھوڑی قوت بھی حاصل ہوئی وہ پچھم سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا صرف انگریزوں نے سمندر کی راہ سے اس ملک پر دخل کیا ہے۔ ورنہ سوائے ان کے اور جو بادشاہ آیا پچھم سے آیا۔ ہندوستان کے پچھم۔ کابل۔ بخارا۔ ایران۔ غزنی کے مشہور ملک واقع ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تھوڑے دن بعد یہ سب ملک مسلمان ہوگئے تھے۔ غزنی کے بادشاہوں نے ہزاروں حملے ہندوستان پر کیئے یہاں تک کہ آخر کو محمود غزنوی نے ہندوستان کے راجاؤں کو مغلوب کرکے سلطنت اسلام کی بنیاد قائم کی اور سلطنت خاندان تیموریہ شروع ہوئی جس کا آخر تم نے ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد

دہلی میں بہادر شاہ پر دکیا۔ یہ لوگ ذات کے مغل تھے اور قریب سات سو برس کے ہندوستان پر بڑے زور شور کی سلطنت کر گئے۔ اِنہیں لوگوں کے سبب سے زبان فارسی ہندوستان میں مروّج ہوئی ورنہ اس ملک کی اصلی بولی بھاکا تھی جو کچھ بدل بدلا کر متھرا کے نواح میں اب بھی بولی جاتی ہے اور جسطرح مسلمانوں میں عربی کی قدر و منزلت ہے اس ملک کے اصل باشندے جو ہندو ہیں سنسکرت کی عزت کرتے ہیں غرض اُردو اصل بولی ہندوستان کی نہیں ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ نئی بولی ایجاد ہوگئی۔ اُردو کے معنی ہیں لشکر پس یہ بولی ایک لشکر کی بولی ہے۔ اکبر کے وقت میں جو لشکر تھا اُس میں ہر ملک کے آدمی تھے اور اُنکو رعایا سے ملنے کی ممانعت تھی۔ اس واسطے کہ لشکر کے سپاہی جب رعیت سے اختلاط پیدا کرتے ہیں تو خاص شہر سے اُن کو اُنس ہو جاتا ہے۔ پھر اُن کا دل باہر جانے اور لڑنے مرنے کو نہیں چاہتا+ اکبر نے اپنے لشکر والوں کو رعیت سے ملنے نہ دیا۔ اُس لشکر میں رفتہ رفتہ یہ اُردو بولی پیدا ہوگئی تھی۔ اس بولی میں ہر ملک کے لفظ ہیں۔ عربی۔ سنسکرت۔ ترکی کشمیری۔ چینی۔ مرہٹی۔ ہر بولی اس میں پائی جاتی ہے۔ اور سب بولیاں گڈمڈ ہوکر یہ زبان پیدا ہوئی +

غرض چونکہ بادشاہان وقت کی زبان فارسی تھی ہر ایک کو فارسی کا شوق پیدا ہوا جیسا کہ اِن دنوں انگریزی زبان کا ہے لیکن فارسی زبان میں عشق و عیاشی کی کتابیں تو بہت ہیں۔ مگر حساب ہندسہ۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ ریاضی۔ حکمت۔ منطق وغیرہ علوم کی کتابیں اس زبان میں کم ہیں۔ پس خواہانِ علم کے واسطے اس زبان کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اسواسطے کہ علم اس زبان میں نہیں۔ اور جو ہے وہ دوسری زبانوں سے ترجمہ کرلیا گیا ہے+

اب تم کو یہ استفسار کرنے کا موقع ہے کہ فارسی میں علم نہیں تو پھر کس غرض سے اسکی تعلیم ہوتی ہے میرے نزدیک صرف اپنی اُردو زبان کی تکمیل کرنے کے واسطے اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اُردو میں زیادہ تر فارسی کے لفظ ہیں۔ جو شخص فارسی نہیں

جانتا اُس کی اُردو تکمیل کو نہیں پہنچتی +

ہر ایک زبان میں تین طرح کے لفظ ہوتے ہیں۔ بعض تو آدمیوں یا چیزوں کے نام ہوتے ہیں جیسے ہاتھی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ کتا۔ یا فارسی میں فیل۔ اسپ۔ شتر۔ سگ کہ ایسے کو اسم کہتے ہیں۔ اور بعض چیزوں کے نام تو نہیں ہوتے۔ لیکن آدمی یا جانور جو کام کرے یا جو حرکت اُس سے سرزد ہو اُس کام یا حرکت کا بیان ہوتا ہے۔ مثلاً کھانا سونا چلنا۔ یا فارسی میں۔ خوردن خفتن۔ رفتن +

اب دیکھو سونا ایک حرکت ہے کہ آدمی اور جانور کرتے ہیں۔ جب کام سے تھک جاتے ہیں تو تھوڑی دیر حواس کو محنت سے معطل رکھ کر آرام لیتے ہیں اور آرام کا نام سونا ہے۔ اس اعتبار سے سونا بھی اسم ہوا۔ لیکن سونے کا بیان اس طرح کہ میں سوتا تھا۔ تم سو جاؤ۔ وہ کب سوئیگا۔ یہ سب فعل ہیں۔ اسم و فعل میں ایک وجہِ امتیاز وقت ہے یعنی اسم میں وقت کا شمول نہیں ہوتا۔ اور فعل کے معنی میں ہمیشہ وقت ہوا کرتا ہے۔ وقت تین قسم کا ہے۔ گزرا ہوا ماضی۔ اور آنے والا مستقبل اور جو بالفعل موجود ہے حال +

اب دیکھو کہ گھوڑا ایک خاص جانور کو کہتے ہیں وقت کا اس میں کچھ دخل نہیں اور گھوڑا سوتا ہے اس لفظ سوتا ہے میں حال کا زمانہ موجود ہے۔ پس سوتا ہے (فعل) ہوا اور فعل کے معنی ہیں (کام) اور بعض الفاظ ایسے پائے جاتے ہیں کہ نہ کسی چیز کا نام ہیں اور نہ کسی کام کا بیان۔ لیکن باتوں کے جوڑ توڑ ملانے کی غرض سے ہوتے ہیں۔ جیسے سے اور بیچ یا میں اور تک اور پر اور کو۔ یا فارسی میں از۔ در اور بر اور را وغیرہ ایسے الفاظ سے عبارت کا جوڑ توڑ اس طرح ملتا ہے کہ میں دہلی سے چوکی دیبا پور تک ریل پر سوار ہو کر آیا۔ من از دہلی تا چوکی دیبا پور بر ریل سوار آمدم۔ اکیلے سے اکیلے تک اور اکیلے پر سے

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ قائل کیا کہتا ہی۔ لیکن عبارت میں ہر ایک حرف سے اُس کا مطلب ظاہر ہی۔ کہ سفر دہلی سے شروع ہوا۔ اور دیبا پور کی چوکی تک ختم ہوا اور اس تمام راہ میں سفر کرنے والا ریل پر سوار تھا +

نظم

چاہتا ہی سیکھنا گر صرف کو	سیکھ پہلے اسم و فعل و حرف کو
اسم یعنی نام جیسے عمرو زید	وقت کی اس میں نہیں نہ ہا قید
فعل کے معنی ہوئے اردو میں کام	وقت کا ہی شرط اسمیں انضمام
وقت جو موجود ہے وہ حال ہی	اور جو آنے کو ہی استقبال ہی
کہتے ہیں ماضی اُسے جو ہو چکا	ہو گزرنا پاس کا یا دور کا
حرف وہ لفظوں میں صرف اک ربط ہی	ورنہ تنہا اُس کا معنی خبط ہی

جس کام کو تنہا ایک شخص بے شرکت دوسرے شخص کے پورا کرے اُس کو فعل لازم یا فعل لازمی کہتے ہیں مثلاً خفتن سونا۔ نالیدن رونا۔ آمدن آنا۔ لیکن جس کام کے پورا کرنے کو دوسرے شخص کی شرکت درکار ہو وہ فعل متعدی ہی۔ جیسے پروردن پالنا زدن مارنا۔ اب پالنا ایسا فعل ہی کہ جب تک دو شخص نہوں۔ اُسکا وقوع ممکن نہیں۔ ایک پالنے والا۔ دوسرا وہ جسکی پرورش ہوتی ہی۔ جیسے دایہ بچے کو پالتی ہی اگر بچہ نہو تو دایہ کس کو پرورش کریگی۔ پس دایہ اور بچہ دو شخص ہیں۔ جنکی شرکت سے پالنا واقع ہوتا ہی۔ اسی طرح مارنا۔ ایک مارنے والا۔ دوسرا مار کھانے والا۔ جو شخص کام کو پورا کرتا ہی۔ وہ فاعل بولا جاتا ہی۔ مثلاً خوابندہ سونے والا۔ نالندہ رونے والا۔ آیندہ آنے والا۔ پرورندہ پالنے والا۔ زنندہ مارنے والا۔ اور جس کی شرکت سے کام پورا ہو وہ مفعول ہی جیسے پرورده پالا ہوا۔ زدہ پٹا ہوا۔ اس مقام پر اتنا اور سمجھ لو کہ فاعل و مفعول تو وہ شخص ہوا۔

جس سے یا جسکی شرکت سے فعل کا وقوع ہوا۔ مثلاً خالد نے ولید کو مارا ہو تو مارنے والا خالد فاعل ہے اور مار کھانے والا ولید مفعول۔ لیکن مار کٹائی کے متعلق سے جو خالد اور ولید میں ایک بات یا ایک صفت پیدا ہوئی۔ جس لفظ سے اُس صفت کا بیان ہو یعنی زَنندہ اور زَدہ۔ یہ لفظ اسم فاعل اور اسم مفعول بولے جاتے ہیں۔ گویا مار کٹائی کے تعلق سے دونوں لڑنے والوں کا یہ نیا نام رکھا گیا ۞

صرفیوں پر ہے جاننا لازم	متعدی ہے فعل یا لازم
ایک فاعل سے جو تمام ہوا	فعل لازم بس اُسکا نام ہوا
اور جو فاعل سے اپنے درگزرا	متعدی ہوا خطاب اُس کا
جیسے سونا کہ سونیوالا ایک	اُسکے اِتمام کو ہے کافی لیک
مارنے کو دو شخص ہیں درکار	مارنے والا اور جو کھائے مار

اسموں میں جو اسم کسی شخص یا چیز کے نام ہیں وہ تو جامد کہلاتے ہیں جن سے کوئی دوسرا لفظ نہیں نکلتا اور نہ وہ کسی سے نکلے ہیں۔ اور جو اسم کسی کام یا حالت کا نام ہیں وہ مصدر ہیں۔ جن سے بہت لفظ نکلتے ہیں۔ مثلاً آنا مصدر ہے۔ جس سے آؤ آیا۔ تم آ گئے آیا تھا۔ میں آتا تھا۔ آیا ہے۔ ہم آئے ہونگے۔ مت آؤ وغیرہ نکلے ہیں۔ یہ الفاظ جو مصدر سے نکلے ہیں سب فعل ہیں اور مشتقات کہلاتے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ صیغہ۔ اسمائے جَوامِد کی فارسی بے سیکھے نہیں آتی۔ ایسا کوئی قاعدہ نہیں کہ اگر تم گھوڑے کی فارسی اسپ جانتے ہو تو اُسکے ذریعہ سے۔ ہاتھی۔ یا چیتے کی فارسی بھی تم خود بنالو۔ جوامد کے سیکھنے کے واسطے نصاب و لغت ہے لیکن ایسے قاعدے مقرر ہیں کہ مصدر کے جاننے سے اُسکے مشتقات تم خود جان اور بنا سکتے ہو ہر ایک مشتق کو بطور لغت جداگانہ سیکھنا ضرور

نہیں مشتقات کو جاننے کے واسطے اتنا البتہ ضرور ہوگا کہ پہلے مصدر کو پہچان لو۔ اور پھر مشتقات کے استخراج اور بنانے کا قاعدہ سمجھ لو۔ سو مصدر کی پہچان اردو میں یہ ہی کہ اُسکے آخر میں لفظ نا ہوتا ہی۔ جیسے آنا۔ جانا۔ کھانا۔ سونا۔ لانا۔ اور فارسی میں لفظ دن یا تن مصدر کے آخر میں ہوتا ہی۔ مثلاً آمدن۔ رفتن۔ خوردن۔ خفتن۔ آوردن +

مصدرِ فارسیت گویم من	آخرش ہست لفظ دن یا تن
اُسکو اردو میں اس سے پہچانا	کہ ہی آخر میں اُسکے لفظ نا

مشتقات کے استخراج کا قاعدہ جاننے سے پہلے تم کو جاننا چاہیے کہ مشتقات کس کس قسم کے اور کتنے ہوتے ہیں +

قسموں کی اگر پوچھو تو فعل کی بڑی قسمیں صرف تین ہیں۔ ماضی۔ مستقبل اور حال۔ اسواسطے کہ زمانہ اور وقت بھی صرف تین قسم کا ہی۔ جیساکہ اوپر مذکور ہوا۔ لیکن مستقبل کے سوائے ماضی اور حال میں کچھ تفریق ہو کر قسمیں زیادہ ہوگئی ہیں۔ مثلاً ماضی وہ فعل ہی جس سے گزرا ہوا وقت معلوم ہوتا ہو۔ لیکن وقت کو تو خدا نے بڑی وسعت دی ہے۔ ابتدائے آفرینش آدم سے اسوقت تک ہزاروں برس کا وقت سب گزرے ہوئے میں داخل ہی۔ پس گزرے ہوئے وقت میں پہلی تفریق یہ ہوئی کہ پاس کا گزرا ہوا ہی یا مدت کا جس سے ماضی بعید۔ اور ماضی قریب ماضی کی دو قسمیں پیدا ہوئیں۔ اور جسمیں قُرب اور بُعد سے بحث نہو مطلق گزرنا معلوم ہوتا ہو۔ وہ ماضی مطلق ہی۔ ان تین قسموں کے علاوہ ماضی کی تین قسمیں اور ہیں۔ ایک ناتمام جسکے معنی میں گزرے کے علاوہ معمول کا منقطع نہونا پایا جاتا ہی۔ جیسے کرتا تھا۔ آتا تھا۔ دوسری احتمالی جسکے واقع ہونے میں شک ہو جیسے آیا ہوگا۔ تیسری تمنائی جس میں آرزو پائی جاوے۔ جیسے کاش وہ بھی آتا تو کیا خوب ہوتا۔ حال کا زمانہ ایسا

تنگ ہو کہ اُسمیں گنجایشِ تقسیم و تفریق کی نہیں لیکن امر اور نہی فعل کی دو قسمیں حال میں داخل ہیں۔ امر حکم کو کہتے ہیں جیسے بخواں پڑھ۔ بکن کر۔ بشنو سُن۔ بگیر لو۔ اور نہی امر کے خلاف یعنی ممانعت کو کہتے ہیں۔ مثلاً مستیز مت لڑ۔ مکن مت کر۔ مخسپ مت سو۔

چونکہ امر و نہی دونوں میں زمانہ حال ہو۔ یہ دونوں قسمیں بھی حال کا ضمیمہ ہیں +

خاص طرح کا ایک فعل ایسا ہو۔ جو حال و استقبال دونوں زمانوں پر دلالت کیا کرتا ہو مثلاً پانی برسے تو اناج بویا جاوے۔ برسے اور بویا جاوے بیشک فعل ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو کہ ماضی نہیں ہیں۔ اور صرف مستقبل بھی نہیں۔ بلکہ حال کا زمانہ بھی سمجھا جاتا ہو کیونکہ اِس عبارت کا یہ مطلب ہو کہ اناج کا بونا پانی کے برسنے پر منحصر ہو۔ اب برسنے لگے تو ابھی بونا شروع ہو جائے اور کل برسے تو کل۔ اور پرسوں برسے تو پرسوں ایسے فعل کو مضارع کہتے ہیں۔ یہ ایک عربی کا لفظ ہو۔ اِس کے لغوی معنی ہیں وہ عورت جو دو بچوں کو ایک ساتھ دودھ پلائے۔ چونکہ ایک لفظ سے دو زمانے سمجھے جاتے ہیں۔ اِس مشابہت سے اِس فعل کا نام مضارع رکھ دیا۔ صیغہ کی بناوٹ کے اعتبار سے مضارع کو حال کے ذیل میں رکھا۔ اِس واسطے کہ فارسی میں مضارع اور حال کا صیغہ ایک طور کا ہوتا ہو۔ حال میں صرف لفظ مَی اوّل میں زیادہ ہو جاتا ہو۔ اور اِس نظر سے صیغۂ مضارع اصل اور صیغۂ حال فرع سمجھا جاتا ہو۔ پس ماضی کی چھ قسمیں حال اور اُسکے دو ضمیمے امر و نہی ملا کر چار اور مستقبل ایک یہ سب فعل کی گیارہ قسمیں ہوئیں جو مصدر سے نکلتی ہیں اور جن کی اصل مصدر ہو +

اب یہ بات باقی رہی کہ ہر ایک قسم میں کتنے صیغے ہونگے۔ سو صیغوں کا شمار فاعل یا مفعول کی حالت کے شمار پر منحصر ہو اور وہ حالتیں تین ہیں دو موثر اور ایک غیر موثر۔ موثر وہ ہیں جنکے

سبب صیغہ بدلے اور غیر موثر وہ جس سے صیغہ پر کچھ اثر نہو۔ حالت غیر موثر یہ ہی کہ فاعل ہو یا مفعول دو حال سے خالی نہیں مرد اور نر ہی تو مذکر۔ یا عورت اور مادہ ہی تو مؤنث۔ یہ حال ہماری بولی اُردو میں تو مؤثر ہی۔ مرد کو کہیں گے آیا۔ عورت کو آئی مرد کو بلایا گیا۔ عورت کو بلائی گئی۔ مرد کو لڑا ۔ عورت کو لڑی۔ مرد بولا۔ عورت بولی۔ لیکن زبان فارسی میں غیر موثر ہی۔ بولا اور بولی دونوں کے واسطے گفت ایک صیغہ آیا اور آئی کے واسطے آمد۔ گیا اور گئی کے واسطے رفت ۔ پٹا اور پٹی دونوں کے واسطے زدہ شد۔ لیکن اس کے علاوہ اور طرح کی اور حالتیں ہیں جو فارسی میں بھی مؤثر ہیں یعنی ان کی وجہ سے فارسی میں بھی صیغہ بدلتا ہی اوّل یہ کہ فاعل ہو یا مفعول تین حال سے خالی نہیں غائب وہ جو نظر سے پوشیدہ ہی اور مخاطب جو سامنے موجود ہو ۔ اور تیسرے خود بولنے والا متکلم فارسی میں جب فاعل یا مفعول کی یہ حالت بدلے گی صیغہ بھی ضرور بدلے گا۔ کرد۔ کردی۔ کردم۔ مے گوید مے گوئی۔ مے گویم۔ خواہد آمد خواہی آمد۔ خواہم آمد۔ دوسرے فاعل و مفعول کی ایک حالت مؤثر یہ ہی کہ وہ ایک ہی یا متعدد۔ ایک کو واحد اور متعدد کو جمع کہتے ہیں۔ تعدد کے لحاظ سے بھی صیغہ بدلتا ہی واحد کو کہیں گے آیا۔ اور جمع کو آئے اسی طرح فارسی میں آمد واحد۔ آمدند جمع جیسے خواہد آمد آویگا۔ خواہند آمد۔ آوینگے۔ عربی میں واحد اور جمع کے بیچ میں دو کے واسطے تثنیہ کا صیغہ بھی جدا ہوتا ہی۔ لیکن فارسی اور اُردو میں دو اور زیادہ سب داخل جمع ہیں۔ پس صیغہ بدلنے میں فاعل و مفعول دو اعتبار سے اثر کرتا ہی۔ اوّل باعتبار غائب یا حاضر۔ یا متکلم ہونے کے دوسرے باعتبار واحد یا جمع ہونے کے اس حساب سے فعل کے صرف چھی صیغے ہوتے ہیں واحد غائب جمع غائب۔ واحد حاضر۔ جمع حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم۔ پس فعل کی گیارہ قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کے چھی چھی صیغے ۶۶ صیغے

ہوئے۔ لیکن ماضی تمنائی میں تین صیغے نہیں آتے +

واحد حاضر۔ جمع حاضر جمع متکلم۔ اور امر و نہی دونوں میں متکلم کے دو دو صیغے نہیں آسکتے اسواسطے کہ حکم ہو یا ممانعت کرنا شخص غائب یا حاضر کی نسبت ہو سکتا ہے۔ لیکن خود متکلم اپنے تئیں آپ کیا حکم دیگا یا کیا ممانعت کریگا۔ اِن ۷ کو ۶۶ سے کم کرو تو ۵۹ صیغے رہے جو مصدر سے نکلتے ہیں یہ تو مصدرِ لازم کا حال ہے۔ اور مصدرِ متعدی میں ۵۹ کا دوچند یعنی ۱۱۸ صیغے ہوتے ہیں۔ اسواسطے کہ مصدر لازم میں صرف ایک فاعل درکار ہوتا ہے اور متعدی میں فاعل کے علاوہ مفعول بھی ہوتا ہے اور جس طرح فاعل کے تعلق سے صیغہ بدلتا ہے۔ مفعول کے تعلق سے بھی بدلتا ہے۔ فاعل کے تعلق سے فعل کو معروف اور مفعول کے تعلق سے مجہول کہتے ہیں۔ مثلاً زدن مارنا فعل متعدی ہے زد مارا ماضی معروف ہے اور زدہ شد پٹا ماضی مجہول +

اب تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مصدر ایک بڑے کنبے کا باپ ہے اُس کنبے کا نام گردان ہے اور تمام صیغے مصدر کے پوتے پروتے ہیں۔ اور اگر بولی کو ملک فرض کرو اور نظم و نثر اور قصیدہ اور غزل اور رباعی اور قطعہ اور شعر اور مصرع اُس ملک کے چھوٹے بڑے شہر اور قصبہ اور گاؤں اور بازار اور محلہ اور کوچہ اور گلی سمجھو تو تم پاؤ گے کہ کوئی جگہ باوا مصدر کی اولاد سے خالی نہیں۔ مصدر کی نسل گویا اُس ملک کے آدھے میں پھیلی ہوئی ہے اور اگر تم اِن سب کو جان لو تو ملک زبان میں خلصے جگت آشنا ہو جاؤ گے +

اب اِس کنبے کا ایک دوسرے سے رشتہ ناطہ تم کو بتاتے ہیں اور یہ کہ باوا مصدر کا خلف اکبر اور ولیعہد کون ہے۔ سو مصدر سے بلا توسط صرف ماضی مطلق کا پہلا صیغہ واحد غائب نکلا ہے اس طور پر کہ مصدر کا نون حذف کر دیا جائے جو باقی رہا وہ ماضی مطلق کا پہلا صیغہ

ہوگا جیسے آمدن سے آمد زدن سے زد رفتن سے رفت۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جب ماضی مطلق کا پہلا صیغہ بن گیا تو خود مطلق کے باقی پانچ صیغے اُسی سے بن جاتے ہیں۔ اس طور پر کہ جمع غائب کی علامت ند یا واحد حاضر کی ی یا جمع حاضر کی ید یا واحد متکلم کی م یا جمع متکلم کی یم اسکے آخر میں لگا دیجائے۔ انہیں ی اور ید اور یم سے پہلے ی کے لحاظ سے صیغہ ماضی کا حرف آخر مکسور ہوگا۔ ی سے پہلے کسرہ ظاہر اور ید اور یم سے پہلے کسرۂ معدولہ اور ند اور م سے پہلے مفتوح جیسے آمد۔ آمدند۔ آمدی۔ آمدید۔ آمدم۔ آمدیم جب ماضی مطلق کے چھوں صیغے بن گئے تو قریب بعید احتمالی۔ تمام تمنائی۔ اور مستقبل سب ماضی مطلق سے بنتے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک کی ایک علامت مقرر ہے۔ قریب کی است۔ بعید کی بود۔ احتمالی کی باشد۔ تمام کی مے۔ تمنائی کی یائے مجہول۔ مستقبل کی خواہد۔ اِن میں سے تمام اور مستقبل کی علامت تو صیغۂ مطلق سے پہلے لگائی جاتی ہے اور باقی علامتیں آخر میں۔ ان علامتوں کی دو قسم کی علامتیں ہیں بعض حرف ہیں جیسے می اور یائے مجہول اور باقی بجائے خود فعل جو حرف ہیں اُن میں صیغہ کا وہ رد و بدل جو فاعل و مفعول کے تعلق سے ہوتا ہے صیغہ مطلق پر ہوتا ہے اور علامت تبدیل ہونے سے محفوظ رہتی ہے اور جو بجائے خود فعل ہیں ان میں بالعکس ہے یعنی صیغۂ مطلق تصرف سے محفوظ رہتا ہے اور خود علامت معمولی اور مقرری میں تصرف ہوتا ہے مگر علامت ماضی قریب کا تصرف خلاف قیاس ہے۔

علامت فعلی میں جو علامت بجائے خود فعل ہو اور ماضی کے آخر میں بڑھائی جائے تو صیغۂ ماضی کے آخر میں ہائے مختفی اور زیادہ کیجاتی ہے یہ ہ ظاہر کر کے نہیں پڑھنی چاہیئے بلکہ یہ ہ صرف اسواسطے زیادہ کی گئی ہے کہ ماضی کے حرف آخر کا زبر ظاہر ہو۔

اقسام فعل	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی قریب	آمدہ است	آمدہ اند	آمدہ ئی	آمدہ اید	آمدہ ام	آمدہ ایم
ماضی بعید	آمدہ بود	آمدہ بودند	آمدہ بودی	آمدہ بودید	آمدہ بودم	آمدہ بودیم
ماضی احتمالی	آمدہ باشد	آمدہ باشند	آمدہ باشی	آمدہ باشید	آمدہ باشم	آمدہ باشیم
ماضی تمام	می آمد	می آمدند	می آمدی	می آمدید	می آمدم	می آمدیم
ماضی تمنائی	آمدے	آمدندے	•	•	آمدے	
مستقبل	خواہد آمد	خواہند آمد	خواہی آمد	خواہید آمد	خواہم آمد	خواہیم آمد

بتاؤں ماضی کی تجھکو قسمیں کہ چھ ہیں گنتی میں جان بابا
ہے پہلے مطلق جو نون مصدر کو حذف کر ڈالو بے محابا

قریب جو پاس کی ہو گزری ہے اُسکے آخر میں است ظاہر
بعید گزری ہوئی ہے مدت کی بود ہوتا ہے اُس کا آخر

ہے احتمالی کہ جس میں شک ہو نشان اُس کا ہے لفظ باشد
تمام ہے پانچویں چنانچہ زدن سے کوئی بنائے مے زد

چھٹی تمنائی جس کے گردان کلم تین صیغے آئے
لگائے مطلق میں یائے مجہول جو تمنائی کو بنائے

اگرچہ مستقبل ہے ماضی کے خلاف — پر بنا ماضی سے ہے بے اختلاف
صیغۂ ماضی پہ تو خواہد لگا — جس طرح سے خواہد آمد آویگا

ماضی کے ذریات تو طے ہوئی۔ اب حال اور اُس کے توابع باقی ہے۔ اس گروہ میں
مضارع اصل ہی۔ سوا اُسکے بنانے کا کوئی قاعدہ قیاسی نہیں ہی۔ محض سماعت پر انحصار
ہی البتہ صیغہ واحد غائب مضارع کی یہ معمولی شناخت ہی کہ اُسکے آخر میں دال ماقبل مفتوح
ہوتی ہی۔ اور باقی صیغوں میں علامات معمولی ہوتی ہیں۔ جیسے آید۔ آیند۔ آئی۔ آیید۔ آیم
آئیم۔ مضارع کے صیغوں پر لفظ می لگا دیا جائے۔ تو حال کے صیغے بنجائینگے +

لفظ مے لاؤ گر مضارع پر — حال بن جائے اے کرم گستر

واضح ہو کہ مے ماضی تمام اور حال دونوں کی علامت ہی۔ مگر تمام کا می صیغہ ماضی مطلق
پر آتا ہی۔ اور حال کا مے صیغہ مضارع پر۔ امر کے صیغے بعینہ مضارع کے صیغے ہوتے ہیں
اتنا فرق ہی۔ کہ امر کے صیغوں پر اکثر بائے زائد ہوتی ہی۔ مگر چونکہ بائے زائد کبھی مضارع
صیغہ پر بھی ہوتی ہی۔ اسواسطے بائے زائد سے امر کی شناخت کچھ ٹھیک نہیں صرف
سیاقِ مطلب سے امر و مضارع میں امتیاز کرنا درست ہی۔ امر کی گردان میں واحد حاضر
کا صیغہ اصل امر ہی۔ اور جب مطلق امر کہا جائے تو یہی واحد حاضر سمجھنا چاہیئے۔ اسمیں
ی علامت واحد حاضر نہیں ہوتی اور مضارع کے واحد غائب سے دال گرا دیجائے تو
امر بن جاتا ہی جو حال امر کا ہی۔ وہی نہی کا ہی۔ نہی کے اوّل میں نون لگایا جاتا ہی۔ اور صیغہ حاضر میں میم

امر	بیاید	بیایند	بیا	بیائید
نہی	نیاید	نیایند	میا	میائید

مضارع کی گر پوچھتے ہو علامت — ہی دال اُس کے آخر میں حضرت سلامت
اور اُس دال کے پہلے دائم زبر ہی — گرے دال تو امر اے خوش سیر ہی
اور اُس امر پر بائے زائد لگاؤ — یہ دستور ہی اس میں کچھ شک نہ لاو

واضح ہو کہ فعل مجہول کی علامت لفظ شد ہی سو شد ماضی کے ساتھ مخصوص ہی ماضی اور جو
ماضی سے بنتا ہی سب میں مجہول کے واسطے شد آویگا۔ اور جہاں جہاں معروف میں ماضی
کے صیغے میں تصرف ہوتا ہی وہاں مجہول میں لفظ شد میں ہوگا۔ اور مضارع اور جو مضارع
سے بنتا ہی اُسکی علامت لفظ شود ہی شد جو علامت ماضی مجہول ہی بجائے خود شدن
مصدر کی ماضی ہی اور شود اُسی شدن کا مضارع ہی۔ مگر دوسرے مصادر کے لیے علامت
مضارع مجہول ہی جہاں معروف میں مضارع کو تصرف ہوتا تھا مجہول میں شود کو ہوگا +

وہ قاعدے جو مجہول سے مخصوص ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں

ماضی مجہول بنانے میں ماضی کے آخر میں ہائے مخفی لگاؤ جو اُس کو لفظ شد علامت مجہول
سے جدا کردے کیونکہ شد بجائے خود ماضی ہی اگر ہائے مخفی نہ ہوگی تو دو فعل کے فصل
جمع ہو جائینگے مثلاً کردن سے کرد ماضی معروف ہی اور کردہ شد مجہول۔ اب کردہ شد کو
صیغہ واحد سمجھ کر قریب بعید و احتمالی و تمنائی ہر ایک کی خاص علامت لگاکر بنالو۔ قریب
بعید و احتمالی میں وہ ہائے مخفی جو اصل صیغہ ماضی میں لگائی جاتی تھی اب شد میں لگائی جائیگی
کیونکہ ماضی معروف میں شد کے ملنے سے ہائے مخفی لگائی جا چکی ہی +

اس سے قطع نظر کرکے دیکھو تو است و بود و باشد صیغہ مطلق کے آخر میں نفصل ہائے مخفی لگائے
جاتے ہیں اور مجہول کا صیغہ کردہ شد ہی تو است و بود و باشد کو کردہ شد کے بعد آنا چاہیئے
اور ہائے مخفی شد کے بعد ہونی چاہیئے۔ تمام مجہول و مستقبل مجہول میں علامت تمام و مستقبل
لفظ شد پر لگائی جائے گی۔ اور ماضی معروف کا صیغہ ہائے مخفی لگا ہوا تصرف سے محفوظ
رہیگا۔ مضارع مجہول کی علامت شود ہی لیکن شود خود شدن سے صیغہ مضارع ہی مضارع
مجہول بنانے کے واسطے اگر مضارع معروف میں شود لگایا جائے تو دو مضارع جمع ہوں اسواسطے

ماضی میں بفصل ہائے مخفی شود لگایا جاتا ہے۔ جیسے کردہ شود۔ اب کردہ شود کو مضارع کا اصل صیغہ سمجھ کر امر و نہی بقاعدہ معروف بنالو۔ زدن کی گردان جو آگے لکھی جائیگی اُس میں مجہول کے سب قاعدوں کی مثالیں موجود ہیں۔ جب کوئی فعل واقع یا سرزد ہوتا ہے تو فعل کے تعلق سے فاعل اور مفعول دونوں میں ایک صفت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً زید کو بکر مارتا ہو تو مار کے تعلق سے بکر زنندہ یعنی مارنے والا اور زید زدہ یعنی پٹا ہوا کہا جاتا ہے فاعل کی صفت کو اسم فاعل اور مفعول کی صفت کو اسم مفعول کہتے ہیں اور ان کے صیغے بھی مصدر سے نکلتے ہیں گو فعل نہیں ہیں۔ اسم فاعل و مفعول دونوں میں دو دو صیغے ہوتے ہیں۔ واحد و جمع۔ اسم مفعول تو ماضی مطلق سے بنتا ہے۔ اس سہولت سے کہ ماضی مطلق کے صیغہ واحد غائب کے آخر میں ہ لگا دیجائے کبھی ماضی کے آخر میں ہائے زائد بھی ہوتی ہے اور ایسی صورت میں ماضی و مفعول میں التباس پیدا ہوتا ہے جو سیاق مطلب سے رفع ہو سکتا ہے +

جو ماضی کے آخر میں ہو ہے لگی ولے گاہ ہوتی ہے ہے زائدہ	تو مفعول ہے مت سمجھ ول لگی نہیں جس سے معنی میں کچھ فائدہ

فاعل امر حاضر سے بنتا ہے خالص امر کے صیغے کے آخر میں ندہ لگا دیا جائے +

اگر امر سے کوئی فاعل بنائے	تو نون اور دال اور ہے کو ملائے

صیغہ جمع اسم فاعل و اسم مفعول بنانے کا ایک قاعدہ ہے کہ اگر فاعل و مفعول روح حیوانی نہ رکھتا ہو تو واحد کے صیغہ کے آخر میں الف زیادہ کر دیا جائے۔ مثلاً کردن سے کرد ماضی مطلق کردہ مفعول واحد کردہا مفعول جمع اور کند مضارع کن امر کنندہ اسم فاعل واحد۔ کنندہا اسم فاعل جمع۔ اور اگر فاعل اور مفعول روح حیوانی رکھتا ہو

تو ہا رصیغہ مفرد کو گاف سے بدل کر آخر میں الف اور نون لگا دیا جاوے۔ مثلاً ۔ کردگان کنندگان ۔ فعل لازم میں ۹۵ صیغے اور متعدی میں ۱۱۸ تم کو پہلے گنوا دیئے تھے۔ اب لازم میں اسم فاعل کے ۳ اور متعدی میں اسم فاعل و اسم مفعول کے ۶ اور جمع کر لو تو فعل لازم میں ۶۲ اور متعدی میں ۱۲۴ صیغے ہوئے ان سب میں صرف ماضی مطلق کا پہلا صیغہ اور مضارع کا پہلا صیغہ دو اصل ہیں اور باقی سب فرع یعنی ماضی کے ذیل میں ماضی مطلق کے باقی ۵ صیغے ماضی قریب کے ۶ ماضی بعید کے ۶ ماضی احتمالی کے ۶ ماضی تمام کے ۶ ماضی تمنائی کے ۳ مستقبل کے ۶ اسم مفعول کے ۳ جملہ ۴۱ صیغے ہیں اور مضارع کے ذیل میں مضارع کے باقی ۵ ۔ صیغے حال کے ۶ ۔ امر کے ۴ ۔ نہی کے ۴ ۔ اسم فاعل کے ۳ جملہ ۲۲ صیغے ہیں بطور مثال ایک مصدر متعدی کی پوری گردان لکھی جاتی ہے۔ اُس میں ہر ہر صیغے کی بناوٹ پر غور کرو۔ کہ کس طرح بنایا گیا ہے۔ اور متعلق زمانہ فاعل یا مفعول کس معنی پر دلالت کرتا ہے جب تم یہ ایک گردان بھی خوب سمجھکر یاد کر لوگے تو پھر تم اُسی قیاس پر جملہ مصادر کی گردان پر بخوبی قادر ہو جاؤ گے ✦

گردان یہ ہے

مصدر زدن - مارنا	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی مطلق معروف	زد	زدند	زدی	زدید	زدم	زدیم
ماضی مطلق مجہول	زده شد	زده شدند	زده شدی	زده شدید	زده شدم	زده شدیم
ماضی قریب معروف	زده است	زده اند	زده ئی	زده اید	زده ام	زده ایم
ماضی قریب مجہول	زده شده است	زده شده اند	زده شده ئی	زده شده اید	زده شده ام	زده شده ایم
ماضی بعید معروف	زده بود	زده بودند	زده بودی	زده بودید	زده بودم	زده بودیم

مصدر زدن - مارنا	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
ماضی بعید مجہول	زدہ شدہ بود	زدہ شدہ بودند	زدہ شدہ بودی	زدہ شدہ بودید	زدہ شدہ بودم	زدہ شدہ بودیم
ماضی احتمالی معروف	زدہ باشد	زدہ باشند	زدہ باشی	زدہ باشید	زدہ باشم	زدہ باشیم
ماضی احتمالی مجہول	زدہ شدہ باشد	زدہ شدہ باشند	زدہ شدہ باشی	زدہ شدہ باشید	زدہ شدہ باشم	زدہ شدہ باشیم
ماضی تمام معروف	مے زد	مے زدند	مے زدی	مے زدید	مے زدم	مے زدیم
ماضی تمام مجہول	زدہ میشد	زدہ میشدند	زدہ میشدی	زدہ میشدید	زدہ میشدم	زدہ میشدیم
ماضی تمنائی معروف	زدے	زدندے	۰	۰	زدمے	۰
ماضی تمنائی مجہول	زدہ شدے	زدہ شدندے	۰	۰	زدہ شدمے	۰
مستقبل معروف	خواہد زد	خواہند زد	خواہی زد	خواہید زد	خواہم زد	خواہیم زد
مستقبل مجہول	زدہ خواہد شد	زدہ خواہند شد	زدہ خواہی شد	زدہ خواہید شد	زدہ خواہم شد	زدہ خواہیم شد
اسم مفعول	زدہ	زدگان زدہا	۰	۰	۰	۰
مضارع معروف	زند	زنند	زنی	زنید	زنم	زنیم
مضارع مجہول	زدہ شود	زدہ شوند	زدہ شوی	زدہ شوید	زدہ شوم	زدہ شویم
حال معروف	مے زند	میزنند	میزنی	میزنند	مے زنم	مے زنیم
حال مجہول	زدہ میشود	زدہ میشوند	زدہ میشوی	زدہ میشوید	زدہ میشوم	زدہ میشویم
امر معروف	بزند	بزنند	بزن	بزنید	۰	۰
امر مجہول	زدہ شود	زدہ شوند	زدہ شو	زدہ شوید	۰	۰
نہی معروف	نزند	نزنند	مزن	مزنید	۰	۰
نہی مجہول	زدہ نشود	زدہ نشوند	زدہ مشو	زدہ مشوید	۰	۰
اسم فاعل	زنندہ	زنندگان زنندہا	۰	۰	۰	۰

ماضی کا پہلا صیغہ مصدر سے بنانے کا تو قیاسی قاعدہ ہے۔ لیکن مضارع کا صیغہ کسی قدر مقررہ سے نہیں بنتا محض سماعی ہے۔ پس اگر تم کو مصدر اور اُس کا مضارع بتا دیا جائے تو تمام گردان خود بنا سکتے ہو۔ یہ کچھ عام قاعدہ نہیں کہ ہر ایک مصدر سے کُل صیغے بنائے جائیں۔ ایسا تو کوئی مصدر نہیں جس سے ماضی نہ آتی ہو اور جب ماضی آئی تو جس قدر صیغے ماضی سے بنتے ہیں یعنی ماضی کی چھؤں قسمیں مستقبل مفعول یہ سب بھی ضرور آئینگے لیکن بعض مصادر ایسے ہیں جنسے مضارع نہیں آتا۔ پس جس کا مضارع نہیں نہ اُس کا حال ہے نہ امر نہ نہی نہ اسم فاعل +

ذیل میں وہ مصادر جو اکثر استعمال میں آتے ہیں لکھے جاتے ہیں

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع		مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
آراستن	سنوارنا	آراید		آشامیدن	پینا	آشامد
آرامیدن	آرام دینا، آرام کرنا	آرامد		آشفتن	پریشان ہونا۔ پریشان کرنا	آشوبد
آرمیدن	آرام کرنا	۔		آغازیدن	شروع کرنا	آغازد
آروغیدن	ڈکار لینا	آروغد		آفریدن	پیدا کرنا	آفرید
آزردن	ستانا۔ آزردہ ہونا	آزارد		آگاہیدن	خبردار ہونا جتانا	آگاہد
آزمودن	آزمانا	آزماید		افراشتن	بلند کرنا	۔
آگندن	بھرنا	۔		افروختن	روشن کرنا	افروزد
آلودن	آلودہ ہونا	۔		آماسیدن	سوجنا	آماسد
آسودن	آرام کرنا آسودہ ہونا	آساید		آمرزیدن	بخشنا	آمرزد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
آموختن	سیکھنا۔ سکھانا	آموزد
آمودن	بھرنا۔ سنوارنا	۔
آمیختن	ملنا۔ ملانا	آمیزد
آویختن	لٹکنا۔ لٹکانا	آویزد
ارزیدن	قیمت پانا	ارزد
ایستادن اوستادن	کھڑا ہونا	استد
استردن	مونڈنا۔ صاف کرنا	۔
افراختن	بلند کرنا	افرازد
افتادن اوفتادن	گر پڑنا	افتد
افزودن	بڑھنا۔ بڑھانا	افزاید
افسردن	ٹھٹھرنا	افسرد
افشاندن	جھاڑنا۔ چھوڑنا	افشاند
افشردن	نچوڑنا	افشارد
افگندن	ڈالنا	افگند
انباردن	پاٹنا۔ ڈھیرنا	انبارد
انباشتن	پاٹنا۔ ڈھیر کرنا	۔
انجامیدن	تمام ہونا	انجامد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
انداختن	ڈالنا۔ پھینکنا	اندازد
اندودن	لیپنا۔ ملمع کرنا	انداید
اندوختن	جمع کرنا	اندوزد
اندیشیدن	سوچنا	اندیشد
انگاشتن	معلوم کرنا	انگارد
انگیختن	اُٹھانا	انگیزد
	ب	
باختن	کھیلنا۔ ہارنا	بازد
باریدن	برسنا۔ برسانا	بارد
بافتن	بننا	بافد
بالیدن	زیادہ ہونا۔ جسم کا بڑھنا	بالد
بایستن	ضروری ہونا۔ چاہیے ہونا	باید
بخشودن	بخشنا	بخشاید
بخشیدن	بخشنا	بخشد
برآمدن	باہر نکلنا۔ حاصل ہونا۔ بلند ہونا	برآید
برآوردن	باہر لانا	برآورد
برداشتن	اُٹھانا	بردارد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
بردن	لیجانا	برد
برشتن	بھوننا	۰
برگشتن	پھرنا	برگردد
بریدن	کاٹنا	بُرد
بستن	باندھنا	بندد
بودن	ہونا ۔ رہنا	باشد
بوسیدن	بوسیدہ ہونا۔چومنا	بوسد
بیختن	چھاننا	بیزد
بوئیدن	سونگھنا۔بودینا	بوید
	پ	
پاشیدن	بکھیرنا۔چھڑکنا	پاشد
پالودن	صاف کرنا	پالاید
پائیدن	ٹھیرنا	پاید
پختن	پکانا	پزد
پذیرفتن	قبول کرنا	پذیرد
پرداختن	خالی کرنا۔مشغول ہونا۔نوازنا	پردازد
پرستیدن	پوجنا	پرستد
پرسیدن	پوچھنا	پرسد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
پروردن	پالنا	پرورد
پریدن	اُڑنا	پرد
پژمردن	کملانا	۰
پژوہیدن	فکر کرنا	پژوہد
پسندیدن	پسند کرنا	پسندد
پنداشتن	معلوم کرنا	پندارد
پوشیدن	پہننا۔چھپانا	پوشد
پوئیدن	دوڑنا	پوید
پیچیدن	لپٹنا۔لپیٹنا	پیچد
پیراستن	چھانٹنا	پیراید
پیوستن	ملانا ۔ ملنا	پیوندد
پیمودن	ناپنا	پیماید
	ت	
تاختن	دوڑنا ۔ دوڑانا	تازد
تافتن	چمکنا ۔ بٹنا	تابد
تپیدن	تڑپنا	تپد
تراشیدن	چھیلنا۔ کاٹنا	تراشد
تراویدن	ٹپکنا	تراود

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
ترسیدن	ڈرنا	ترسد
تفتن	گرم ہونا	۔
تفسیدن	گرم ہونا	تفسد
تنیدن	تننا	تند
توانستن	سکنا	تواند
	ج	
جَستن	کودنا	جہد
جُستن	ڈھونڈھنا	جوید
جنبیدن	ہلنا	جنبد
جوشیدن	اوبلنا	جوشد
	چ	
چریدن	چرنا	چرد
چسپیدن	لپٹنا	چسپد
چشیدن	چکھنا	چشد
چکیدن	ٹپکنا	چکد
چمیدن	لچکنا	چمد
چیدن	چننا	چیند
	خ	

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
خاریدن	کھجلانا	خارد
خاستن	اُٹھنا	خیزد
خائیدن	چبانا	خاید
خراشیدن	چھیلنا	خراشد
خرامیدن	مٹکا کر چلنا	خرامد
خروشیدن	شور کرنا	خروشد
خریدن	مول لینا	خرد
خزیدن	گھسنا	خزد
خستن	زخمی ہونا۔ زخمی کرنا	۔
خفتن	سونا	خسپد
خلیدن	چبھنا	خلد
خموشیدن	چُپ رہنا	خموشد
خندیدن	ہنسنا	خندد
خوابیدن	سونا	خوابد
خواستن	چاہنا	خواہد
خواندن	پڑھنا بلانا	خواند
خوردن	کھانا	خورد
خمیدن	ٹیڑھا ہونا	خمد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
خوشیدن	سوکھنا	خوشد
	د	
دادن	دینا	دہد
داشتن	رکھنا	دارد
دانستن	جاننا	داند
درخشیدن	چمکنا	درخشد
درودن	کاٹنا	درود
دزدیدن	چورانا	دزدد
دمیدن	اُگنا۔طلوع کرنا۔پھوکنا	دمد
دوختن	سینا	دوزد
دوشیدن	دوہنا	دوشد
دویدن	دوڑنا	دود
دریدن	پھاڑنا	دَرد
دیدن	دیکھنا	بیند
	ر	
راندن	ہانکنا۔چلانا	راند
ربودن	لیجانا۔اُچک لینا	رباید
رخشیدن	چمکنا	رخشد
رزیدن	رنگنا	رزد
رَستن	چھوٹنا	•
رُستن	اُگنا	•
رسیدن	پہنچنا	رسد
رِستن	کاتنا	•
رفتن	جانا چلنا	رود
رُفتن	بہارنا	روبد
رمیدن	بھاگنا	رمد
رنجیدن	آزردہ ہونا	رنجد
روئیدن	اُگنا	روید
رہیدن	چھوٹنا	رہد
ریختن	چھٹکانا۔بہنا	ریزد
ریسیدن	کاتنا	ریسد
	ز	
زادن	جننا	•
زائیدن	جننا	زاید
زاریدن	رونا	زارد
زدن	مارنا	زند

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
زیستن	جینا	زید
	س	
ساختن	موافقت کرنا۔بنانا	سازد
سائیدن	پیسنا	ساید
سپردن	سونپنا	سپارد
ستائیدن	سراہنا	ستاید
ستردن	مونڈنا۔مونڈوانا	سترد
ستادن	لینا	ستاند
ستودن	تعریف کرنا	٠
ستیزیدن	لڑنا	ستیزد
سرائیدن	گانا	سراید
سرشتن	گوندھنا	٠
سزیدن	لائق ہونا	سزد
سفتن	بیندھنا۔پرونا	٠
سگالیدن	اندیشہ کرنا	سگالد
سنجیدن	تولنا	سنجد
سوختن	جلنا۔جلانا۔روشن کرنا	سوزد
سودن	گھسنا	٠
	ش	
شاشیدن	پیشاب کرنا	شاشد
شایستن	لائق ہونا	شاید
شتافتن	دوڑنا	شتابد
شدن	جانا۔ہونا	شود
شستن	دھونا	شوید
شکستن	ٹوٹنا۔توڑنا	شکند
شکیبیدن	صبر کرنا	شکیبد
شگافتن	پھٹنا۔چیرنا	شگافد
شگفتن	کھلنا	شگفد
شمردن	گننا	شمارد
شناختن	پہچاننا	شناسد
شنودن	سننا	٠
شنیدن	سننا۔سونگھنا	شنود
	ط	
طپیدن	بےقرار ہونا	طپد
طرازیدن	نقش کرنا	طرازد
طلبیدن	بلانا۔چاہنا	طلبد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
غلطیدن	لوٹنا - لیٹنا	غلطد
غنودن	اونگھنا	۔
	ف	
فتادن	گرنا - پڑنا	فتد
فرستادن	بھیجنا	فرستد
فرسودن	گھِسنا	فرساید
فرمودن	فرمانا	فرماید
فروختن	بیچنا	فروشد
فریفتن	فریب کھانا۔ فریب دینا	فریبد
فزودن	زیادہ کرنا۔ زیادہ ہونا	فزاید
فسردن	ٹھہرنا	۔
فشاندن	جھاڑنا	فشاند
فشردن	نچوڑنا۔ گڑونا	فشرد
فگندن	ڈالنا	فگند
فہمیدن	سمجھنا	فہمد
	ک	
کاستن	گھٹنا گھٹانا	۔

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
کاشتن	بونا	کارد
کافتن	کھودنا	۔
کاویدن	کھودنا	کاود
کاہیدن	گھٹنا - گھٹانا	کاہد
کردن	کرنا	کند
کشادن	کھُلنا کھولنا	کشاید
کشتن	مارڈالنا	کشد
کِشتن	بونا	۔
کشودن	کھُلنا۔ کھولنا	۔
کشیدن	کھینچنا	کشد
کندن	کھودنا	کنَد
کوشیدن	کوشش کرنا	کوشد
کندیدن	کھودنا	کندد
کوفتن	کوٹنا	کوبد
	گ	
گداختن	پگھلنا۔ پگھلانا۔ گھلنا	گدازد
گذاشتن	چھوڑنا	گذارد
گذشتن	گزرنا	گذرد

مصدر فارسی	معنی اردو	صیغہ واحد غائب مضارع
گرائیدن	خواہش کرنا	گراید
گردیدن	پھرنا - ہونا	گردد
گرفتن	پکڑنا - لینا - فرض کرنا	گیرد
گرویدن	رغبت کرنا	گرود
گریختن	بھاگنا	گریزد
گریستن	رونا	گرید
گزاردن	ادا کرنا	گزارد
گزیدن	چن لینا	گزیند
گستردن	بچھانا	گسترد
گسستن	ٹوٹنا - تار ٹوٹنا	۰
گسیختن	توڑنا - ٹوٹنا	گسلد
گشتن	پھرنا - ہونا	۰
گفتن	کہنا	گوید
گماشتن	مقرر کرنا	گمارد
گنجیدن	سمانا	گنجد
	ل	
لرزیدن	کانپنا	لرزد
لغزیدن	پھسلنا	لغزد

مصدر فارسی	معنی اردو	صیغہ واحد غائب مضارع
لیسیدن	چاٹنا	لیسد
	م	
مالیدن	ملنا	مالد
ماندن	رہنا	ماند
مانستن	مشابہ ہونا	ماند
مردن	مرنا	میرد
مکیدن	چوسنا	مکد
	ن	
نازیدن	ناز کرنا	نازد
نالیدن	شور کرنا	نالد
نامیدن	نام رکھنا	نامد
نشستن	بیٹھنا	نشیند
نکوہیدن	ملامت کرنا بدی کرنا	نکوہد
نگاشتن	لکھنا	نگارد
نگریستن	دیکھنا	نگرد
نمودن	دیکھنا - دکھانا - کرنا	نماید
نواختن	نوازنا - بجانا	نوازد
نوردیدن	لپیٹنا	نوردد

مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع	مصدر فارسی	معنی اُردو	صیغہ واحد غائب مضارع
نوشتن	لپیٹنا	۰		ہ	
نوشتن	لکھنا	نویسد	ہراسیدن	ڈرنا	ہراسد
نوشیدن	پینا	نوشد	ہشتن	چھوڑنا	۰
نہادن	رکھنا	نہد	ہلیدن	چھوڑنا	ہلد
نہفتن	چھپنا۔چھپانا	۰		ی	
نیوشیدن	سننا	نیوشد	یافتن	پانا	یابد
	و	ـ	۰	۰	۰
ورزیدن	اختیار کرنا	ورزد	۰	۰	۰
ورغلانیدن	بہکانا	ورغلاند	۰	۰	۰
وزیدن	ہوا چلنا	وزد	۰	۰	۰

فعل لغوی کا نتیجہ حاصل مصدر کہلاتا ہے جیسے کرنا فعل ہے اُسکا نتیجہ ہے کام سونا فعل ہے اُسکا نتیجہ ہے نیند۔ اس کا بھی اکثر ایک صیغہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بنانے کا کوئی ایک خاص قاعدہ مقرر نہیں کبھی امر کے آخر میں ش لگانے سے بنتا ہے۔ جیسے بارش۔ خواہش۔ سازش۔ کاہش آلایش۔ آسایش اور کبھی اسم صفت کے آخر میں یاے معروف لگانے سے مثلاً خوبی۔ رسوائی۔ بینائی۔ دانائی۔ گویائی۔ اسماے صفتی جن کے آخر میں ہ ہو اُن میں یاے مصدری لگانے سے ہ دور ہو جاتی ہے اور گاف اُس کی جگہ آجاتا ہے۔ مثلاً آسودگی۔ بیہودگی۔ کشادگی اور کبھی ماضی کے آخر میں لفظ آر بڑھا دینے سے جیسے رفتار۔ کردار۔ دیدار۔ اور کبھی دو متضاد المعنی مصدروں کی دو ماضیاں مل کر حاصل مصدر کے معنی پیدا کرتی ہیں۔ جیسے آمد و رفت

نشست و برخاست۔ اور کبھی ماضی و امر مل کر صیغہ حاصل مصدر ہوتے ہیں مثلاً جستجو۔ گفتگو۔ شست شو۔ کبھی صرف ماضی کا صیغہ حاصل مصدر کی جگہہ مستعمل ہوتا ہی مثلاً آمد گفت۔ گشت۔ یوں بولتے ہیں۔ کس کی آمد ہی اور گفت کی مثال۔ سعدی نے کہا ہی

ع ورنہ ماند بگفتارِ و کردار + کبھی صرف امر کا صیغہ جیسے آروغ اور آغاز +

اسم فاعل بنانے کا معمولی قاعدہ تو اوپر بیان ہوچکا ہی۔ لیکن بعض مرتبہ صیغہ فاعل خلاف قاعدہ مذکور بھی بنایا جاتا ہی۔ کبھی امر کے آخر میں الف یا الف نون لگا دینے سے مثلاً دانا بینا۔ گویا۔ جویا کہ ان الفاظ کے معانی دانندہ بینندہ۔ گویندہ۔ جویندہ کے ہیں۔ اور گریاں۔ خنداں۔ جویاں۔ پویاں۔ اور کبھی اسم و امر مل کر فاعل کے معنی پیدا کرتے ہیں جیسے جہاں آفریں۔ ہمہ داں۔ خطا بخش۔ گورکن کفش دوز یعنی آفرینندۂ جہاں۔ دانندہ ہمہ و بخشندۂ خطا و کنندہ گور۔ دوزندۂ کفش۔ اسم و امر کی ترکیب سے معنی فاعل کا پیدا ہونا تو اکثر ہی۔ لیکن گاہ گاہ معنی مفعول بھی حاصل ہوتے ہیں جیسے پائمال۔ تزاگندہ دلگیر کبھی اسم میں گار یا گر لگانے سے فاعل ہوجاتا ہی۔ جیسے گنہگار۔ خدمتگار۔ آہنگر۔ زرگر۔ کبھی ماضی میں گار یا آر لگانے سے فاعل بنتا ہی جیسے پروردگار۔ کردگار۔ پرستار۔ کبھی امر میں جیسے آمرزگار +

قاعدۂ تعدیہ

یعنی فعل لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ۔ اُردو میں بھی فعل لازم کو متعدی بنانے کی ضرورت ہوتی ہی۔ مثلاً سونا فعل لازم ہی۔ سُلانا متعدی ہوگیا۔ چلنا چلانا فارسی کا مصدر متعدی امر سے بنتا ہی۔ امر کے آخر میں الف زیادہ کرنا ہوتا ہی۔ پھر لفظ یدن لگا دیا جاتا ہی جیسے خفتن سونا۔ خواب سو۔ خوابانیدن سلانا۔ خوردن کھانا خور کھا۔ خورانیدن کھلانا۔ جب

مصدر متعدی بن گیا۔ پھر اُس سے مثل مصادر اصلی کے تمام صیغے معمولی قواعد مقررہ کے بموجب نکلیں گے +

لازم کو آپ اگر متعدی بنایئے آخر میں امر کے الف اول لگایئے
اور اُسکے بعد کیجئے یدن کو مستزاد یہ ہی طریق تعدیہ ہذا ہوالمراد

قاعدہ

باید اور تواند دو مضارع ہیں باید بایستن سے اور تواند توانستن سے۔ سوان مضارع کے بعد اگر صیغہ ماضی مطلق ہو تو وہ مصادر کے معنی دیا کرتا ہی جیسے باید رفت یعنی جانا چاہیئے اور تواند کرد کرنا ممکن ہی +

بیان حروف

الف چھ قسم کا ہی +

(۱) الف دعائیہ صیغہ واحد غائب مضارع کی دال سے پہلے الف زیادہ کیا جائے۔ تو استمرار کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور دعا میں مستعمل ہوتا ہی۔ جیسے کناد شواد دہاد۔ لیکن بودن سے بود مضارع میں الف دعائیہ لگایا جائے تو باد کہا جائے گا نہ بواد +

(۲) الف فاعل امر کے آخر میں آتا ہی۔ اور امر کو بمعنی فاعل کر دیتا ہی۔ گویا۔ دانا۔ بینا بمعنی گوینده کہنے والا۔ داننده جاننے والا۔ بیننده دیکھنے والا +

(۳) الف قسم جس کی قسم کھاویں اُس کے آخر میں لگایا جاتا ہی جیسے حقا یعنی خدا کی قسم +

(۴) الف ندا جس کو پکاریں اُس کے آخر میں ہوتا ہی جیسے کریما خدایا۔ بمعنی اے کریم اے خدا +

(۵) الف بمعنی با جیسے شباشب۔ لبالب۔ رنگارنگ۔ گوناگون۔ بمعنی شب بشب لب بلب رنگ برنگ۔ گون بگون +

(۶) الف بمعنی واو عاطفہ جیسے تگاپو یعنی تگ و پو +

ب سات طرح کی ہے +

اول بائے الصاق جسکے معنی ساتھ کے ہوتے ہیں اور حرف ب اور لفظ با دونوں کے ایک معنی ہیں مثلاً با بدان منشیں -

دوم - بائے سبب جیسے زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل - بسبب عدل -

سوم بائے ظرف جسکے معنی بیچ اور میں کے ہوں - اور یہ ب ہم معنی لفظ در کے ہے کہ اسکے معنی بھی بیچ اور میں کے ہوتے ہیں اور اسی واسطے جب کسی لفظ کے اول میں ب ہو اور آخر میں دریا اندر تو ایک زیادہ ہوتا ہے جیسے ؎ بہ دریا در منافع بے شمار ست +

چہارم بائے علو جس کے معنی اوپر کے ہوں - اور اس صورت میں ب ہم معنی لفظ بر ہوگی اور جب کسی کلمہ کے اوپر ب ہو - اور آخر میں بر تو ایک زیادہ ہوگا جیسے ؎ یکے را بسر بر نہد تاج بخت + دگر را بخاک اندر آرد زبخت +

پنجم بائے قسم جیسے بخدا - بسر تو بجان تو +

ششم ب بمعنی طرف جیسے رو بصحرا نہاد - یعنی جنگل کی طرف منہ اُٹھایا +

ہفتم بمعنی برائے جیسے چوں بنماز برخاستند - لے برائے نماز برخاستند - یعنی نماز کے لیے اُٹھے +

ت اردو میں واحد حاضر کو تو لڑکے بولتے ہیں - اس تو کو فارسی میں تُو کہتے ہیں - اُردو کی تو میں واو معروف ہے - فارسی تو میں صرف ضمہ معدولہ - اور اس فارسی تو کا مخفف ت ہے - جب اسم یا فعل کے آخر میں یہ ت ہو تو ساکن ہوگی - جیسے گویمت - رویت - جانت اسکے سوا اور طرح پر استعمال اس ت کا نہیں ہوتا +

چ اسیکو جیم فارسی کہتے ہیں جیسے گ کو کاف فارسی اور ژ کو زائے فارسی - اسواسطے

کہ عربی میں چ اور گ اور ژ نہیں ہوتی - بلکہ فارسی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں چ دو قسم کی ہی مفتوح یعنی زبر والی جیسے چہ اور مکسور یعنی زیر والی جیسے چہ زبر والی چ تصغیر کے واسطے ہوتی ہی جیسے باغیچہ - اور زیر والی دو قسم کی ہوتی ہی - ایک استفہامیہ جسکے معنی ہوتے ہیں کیا جیسے چہ مے گوید - دوسری سببیہ جیسے فلاں کس از خدمت معزول شد چہ رشوتی بود - یعنی فلاں نوکری سے موقوف ہوا - اسواسطے کہ رشوت لیا کرتا تھا - کہ یہاں رشوت کا لینا موقوف ہونے کا سبب ہی +

ش عام واحد غائب کی ضمیر ہی اور جب ضمیر ہوگا تو اُسکے پہلے زبر ہوگا - اور کبھی علامت حاصل مصدر ہی اس حالت میں اُس کے پہلے زبر ہوگا +

ک اسم کے آخر میں تصغیر یا تحقیر کے واسطے لگا دیا جاتا ہی - جیسے مرغک - مردک یہ کاف ساکن ہی اور کاف مکسور جملہ کے پہلے ہوتا ہی - کبھی واسطے بیان کے جیسے عرض میدارد کہ بندہ قرین عافیت ہستم - کبھی واسطے سبب علت کے مثلاً زید انعام یافت کہ درہم سبقان خود گوے سبقت برد - اور کبھی کاف مکسور استفہام کے واسطے ہوتا ہی - استفہام کے لفظ کہ - چہ - کدام کجا - کے - چند - چون - چگونہ - چرا - کہ چہ دونوں استفہام کے واسطے ہوتے ہیں - لیکن کہ سے ذوالعقول کو پوچھتے ہیں - اور چہ سے غیر ذوی العقول کو - اور کدام سے دونوں کو - اور کجا استفہام مکان کے واسطے - اُسکے استفہام زبان کے لیے - اور چند استفہام شمار - اور چون چگونہ استفہام کیفیت و چرا استفہام سبب کے لیے - جیسے کہ آمدی و کجا بودی و چہ نام داری و کدام کتاب مے خوانی - و از کہ درس میگیری و چند صفحہ یاد داری - و چگونہ یاد گرفتی و چرا با ما بحث نکنی - لفظ چہ و کہ میں جب است لگا دیا جاوے تو کسرہ کی جگہ ی ظاہر ہوتی ہی - جیسے کیست و چیست یعنی کہ است و چہ است +

م۔ ضمیر واحد متکلم ہی اور اعداد کے آخر میں یہ نسبت کے واسطے لگایا جاتا ہی۔ جیسے یکم و دوم و دہم وغیرہ۔ اور اُس سے پہلے ضمیمہ ہوتا ہی +

ن مفتوح واسطے نفی کے آتا ہی جیسے کرد کیا نکرد نہیں کیا۔ اور صرف نون اور لفظ نہ دونوں کے ایک معنی ہیں۔ نَ کا زبر ظاہر کرنے کو آخر میں ہ لگادی جاتی ہی +

و۔ عطف کے واسطے ہوتا ہی اردو میں اسکے معنی آور کے ہیں اور واؤ کے پہلے اسم ہو یا فعل وہ معطوف علیہ کہا جاتا ہی۔ اور واؤ کے بعد جو ہو معطوف۔ پڑھنے میں واو کو ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ معطوف علیہ کے حرف آخر پر ضمہ پڑھنا کافی ہی۔ جیسے من و تو کو منُ تو پڑھتے ہیں +

ہ دو ماضیاں یکے بعد دیگرے بے عطفِ حرف آدیں تو پہلی ماضی کے آخر میں ہ لگائی جاتی ہی اور اُس سے ترتیب سمجھی جاتی ہی۔ جیسے سلام کردہ نشست سلام کر کے بیٹھا۔ یعنی پہلے سلام کیا۔ پھر بیٹھ گیا۔ یہ تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ ماضی مطلق کے آخر میں ہ لگانے سے مفعول بن جاتا ہی۔ اور کبھی آخر ماضی میں بھی ہائے زائد لگا دیجاتی ہی۔ اس صورت میں اس سے معنی پر کچھ اثر نہیں ہوتا +

ی دو قسم کی ہی۔ معروف جسکے پہلے کسرۂ واضح ہو۔ دوسری یائے مجہول جس کے پہلے کسرہ معدولہ ہو۔ یائے معروف آخر اسم میں نسبت کے واسطے لگائی جاتی ہی۔ جیسے لاہوری۔ ہندوستانی۔ پنجابی۔ آدمی۔ اور اسم صفت یعنی وہ اسم جس میں صفت کے معنی پیدا ہوں۔ اُسکے آخر میں یائے معروف لگائی جائے تو مصدر کے معنی ہوجاتے ہیں اور اُس یٰ کو یائے مصدری کہتے ہیں۔ جیسے خوبی۔ بدی۔ سازگاری۔ بینائی۔ خوشی۔ کمی۔ ہوشی۔ بیکاری۔ اور مصدر کے آخر میں یائے معروف لیاقت کے معنی پیدا کرتی ہی۔ جیسے کُشتنی و گردن زنی۔ و خوردنی۔ یعنی قتل کرنے کے لائق۔ گردن مارنے کے لائق۔ کھانے کے لائق۔ یائے مجہول اسم کے آخر میں

ایک کے معنی پیدا کرتی ہے اور اُس کو یاے وحدت کہتے ہیں۔ جیسے بادشاہے ایک بادشاہ
مردے ایک مرد۔ زنے ایک عورت۔ اور کبھی آخر اسم میں یاے مجہول اس بات کے ظاہر
کرنے کے لیے ہوتی ہے کہ وہ اسم غیر معین ہے۔ ایسی ی کو یاے تنکیر کہتے ہیں جیسے کسے کوئی شخص
دلے کوئی دل۔ اور کبھی آخر اسم میں یاے مجہول سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آگے جو جملہ واقع ہے۔
وہ اُس اسم کی صفت ہے جس میں یاے مجہول لگی ہوئی ہے۔ مثلاً بادشاہے کو روا دارد ستم
بر زیردست۔ کہ کہاں کہ اور روادارد الخ جملہ بادشاہ کی صفت ہے۔ ایسی ی کو یاے موصولہ
کہتے ہیں۔ اور اِس ی کی شناخت یہ ہے کہ اُسکے بعد جملہ ہوتا ہے جو کہ سے شروع کیا جاتا ہے +
ان جمع کی علامت ہے۔ لیکن جاندار چیز کو الف نون ملا کر جمع بناتے ہیں جیسے مردمان۔
گاوان خران۔ اور بیجان چیز کو لفظ ہا لگا دینے سے جیسے آسمانہا۔ کوزہا خشتہا۔ اور
بعض الفاظ کی جمع اس قاعدے کے خلاف بھی آتی ہے جیسے من کی جمع ما اور تو کی جمع شما
اور او کی جمع اوشاں +

تا ایک حرف ہے جس سے انتہا کسی وقت یا فاصلے کی معلوم ہے اور جس کے معنی اردو میں تک
ہیں جیسے از دہلی تا بنارس یعنی دہلی سے بنارس تک۔ اور کبھی علت اور سبب پر آتا ہے
جیسے صبحدم بر خیز تا پیش از ہمہ بمدرسہ رسی اور کبھی تا حرف شرط ہوتا ہے۔ مگر وہ شرط جو وقت
سے متعلق ہو جیسے تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم +

را۔ یعنی کو علامت مفعول ہے۔ اور مفعول کے آخر میں ہوتا ہے۔ من اور تو دو لفظ ہیں کہ
اُنکے آخر میں را علامت مفعول لگانے سے دونوں میں تخفیف کر دیجاتی ہے۔ من کا نون
اور تو کا واؤ حذف ہو جاتا ہے جیسے مرا اور ترا +

مر حرف تخصیص ہے جیسے منت مر خدا ے را۔ یا مرا و رار سد کبریا و منی +

تر تفضیل کے لئے ہوتا ہے جیسے بدتر۔ بہتر۔ خوشتر

ستان اور زار اور دان حرف ظرفیت ہیں۔ جیسے گلستان۔ بوستان۔ گلزار۔ مرغزار

قلمدان۔

ناک اور گیں اور آنہ اور مند اور ور اور وار حروف نسبت ہیں۔ جیسے غمناک غمگیں

ماہانہ۔ سالانہ۔ خردمند۔ نیازمند۔ ہنرور۔ گنجور۔ شاہوار۔ بندہ وار۔

چوں۔ ہرچند۔ تا۔ اگر۔ یہ سب حروف شرط ہیں۔ چند شمار۔ اور تا وقت سے چو

ہمچو۔ چوں۔ ہمچوں۔ چناں۔ ہمچناں۔ چنیں ہمچنیں۔ بساں۔ وار۔ مانند۔ یہ سب حروف

تشبیہ ہیں۔ چناں مرکب ہے۔ چوں اور آں سے اور چنیں چوں اور ایں سے۔

ہم اور نیز بھی واؤ کے علاوہ دو حرف عطف ہیں جن کے معنی ہیں بھی۔

آں۔ ایں۔ او۔ اسمائے اشارہ ہیں۔ ایں سے قریب کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور

آں اور او سے بعید کی طرف۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ آں سے اکثر بے جان کی طرف اشارہ

کیا جاتا ہے جیسے آں کتاب۔ اور او سے جاندار کی طرف جیسے او شخص۔

جس کی طرف اشارہ کریں اس کو مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ جب اسمائے اشارہ پر ب

لگائی جائے تو کبھی دال بھی زیادہ ہوجاتی ہے جیسے بداں۔ بدیں۔ بدو۔ ایں اور او

پر جب بر یا در یا از۔ آوے تو الف نہیں لکھا جاتا جیسے بریں و برو۔ دریں و درو۔

ازیں و ازو۔

فرا کے معنی آگے اور فرو کے معنی نیچے فراتر اور فروتر اور کبھی دونوں زیادہ بھی

ہوتے ہیں۔ جیسے فراگرفت۔ اور فروگرفت۔

اضافت

جب دو اسموں میں کسی طرح کا تعلق ہو تو وہ تعلق اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے کہ ایک اسم کے حرف آخر کو زیر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کتابِ زید۔ اس مثال میں کتاب اور زید میں ایک تعلق ہے وہ یہ کہ کتاب زید کا مال ہے اور زید کتاب کا مالک پس یہ تعلق صرف کتاب کی ب کو زیر دینے سے سمجھا جائیگا۔ اور یہ زیر اضافت ہے اور کتاب مضاف اور زید مضاف الیہ یہی زیر کبھی ہمزۂ مکسور اور کبھی یائے مکسور کی صورت میں بھی ہوتا ہے یعنی جن کلمات کے آخر میں ہائے ماقبل مفتوح ہو جیسے بندہ اور خستہ اور گفتہ وغیرہ انکی اضافت ہمزہ مکسور سے ہوتی ہے مثلاً بندۂ حلقہ بگوش۔ یا خستۂ گرسنگی یا گفتۂ عالم۔ اور جن کلمات کے آخر میں الف ہو یا واو ماقبل مضموم ہو انکی اضافت یائے مکسور کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے خوئے نیک۔ روئے خوب۔ خدائے خلق۔ جفائے دشمن۔ جب تعلق مدار اضافت ہوا وہ بہت قسموں کا ہے۔ پس ہر ایک تعلق کی خصوصیت سے اضافت کی جدا جدا قسمیں ہیں جیسے پدرِ زید انگشتریِ زر۔ شمشیرِ آہن۔ باشندگانِ دہلی۔ ملازمِ ریل۔ کوزۂ آب۔ مصاحبِ بادشاہ وغیرہ۔ اُردو بولی میں کا۔ کی۔ کے اضافت کی جگہ بولا جاتا ہے لیکن اُردو کے محاورہ میں مضاف الیہ کو پہلے بولتے ہیں اس کے بعد علامت اضافت اسکے بعد مضاف جیسے زید کا باپ۔ سونے کی انگوٹھی لوہے کی تلوار۔ دہلی کا رہنے والا۔ اوپر بیان ہوا ہے کہ فعل کے تعلق سے فاعل اور مفعول میں ایک صفت پیدا ہوتی ہے اور اسی صفت کے اعتبار سے فاعل کو آیندہ۔ زنندہ۔ روندہ۔ خوابندہ کہتے ہیں۔ اور مفعول کو آوردہ۔ زدہ۔ رفتہ۔ خفتہ۔ اور جس طرح فعل کا تعلق فاعل و مفعول میں ایک صفت پیدا کرتا ہے۔ جیسے خوبصورت۔ بدصورت اور جب فاعل یا مفعول یا صاحب حالت کو اس صفت کی خصوصیت کے ساتھ بیان کرنا ہو تو فاعل یا مفعول یا صاحب حالت کو اس صفت کی طرف اضافت کر دیتے ہیں جیسے نوشیروانِ دادگر پس دادگر ایک صفت ہے جس کے معنی ہیں منصف

اور نوشیرواں کے ساتھ اُس کو ایک تعلق ہے وہ تعلق اضافت سے مفہوم ہوتا ہے ایسی اضافت میں مضاف موصوف ہے اور مضاف الیہ صفت اور اس اضافت کے معنی اُردو بولی میں کی کا نہیں ہوتے جیسے مادرِ مہربان - پدرِ بزرگوار - اُستادِ شفیق وغیرہ روزمرہ کی گفتگو میں جو اضافتیں استعمال کی جاتی ہیں ان کا سمجھ لینا تو چنداں دشوار نہیں۔ لیکن ادنیٰ درجے کے تعلق اور دُور کی نسبت سے شاعروں اور انشا پردازوں نے صدہا قسم کی اضافتیں استعمال کی ہیں۔ جن سے صرف نازک خیال آدمی لطف اُٹھا سکتا ہے۔ فارسی خواں لڑکے شروع سے اضافت پر لحاظ نہیں رکھتے اس واسطے اس خصوص میں اُن سے بہت غلطی واقع ہوا کرتی ہے اور ہمیشہ اُن کا پڑھنا فکِ اضافت کے عیب سے خالی نہیں ہوتا۔ عبارت جب بے قید اضافت پڑھی جاتی ہے نہایت بے نمک اور بدمزہ ہوتی ہے -

فکِ اضافت ایک مکروہ غلطی ہے جس سے ہمیشہ بچنا چاہیئے خاص لفظ البتہ ہیں جن میں فکِ اضافت جائز ہے۔ مثلاً لفظ صاحب کہ اُس کو صاحب خانہ بے اضافت بھی سُنا گیا ہے ؎

آنچہ ما کردیم برخود ہیچ نابینا نکرد   درمیانِ خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

اسی طرح بعض الفاظ جن کے آخر میں ہائے مختفی ہو اُن میں بھی فکِ اضافت سُنا گیا ہے۔ ان کے سوا اور جگہ فکِ اضافت ہرگز جائز نہیں چند مصادر نیچے لکھے جاتے ہیں ان کے معنی بتاؤ اور اُن میں مصادر لازم کو مصادر متعدی سے جدا کرو۔ آموختن۔ آگاہیدن۔ آزردن۔ آغازیدن افراختن۔ بالیستن۔ بُردن۔ باختن۔ بودن۔ پرداختن۔ تاختن۔ توانستن۔ جُستن جَستن۔ خواندن خواستن۔ دریدن۔ دمیدن۔ ربودن۔ رمیدن۔ زدن۔ ساختن شکستن۔ فریفتن۔ کاستن گرفتن۔ گشتن۔ مانستن۔ مُردن۔ نمودن۔ ورزیدن۔ یافتن اور انھیں مصادر کے وہ صیغے جو ذیل میں پوچھے جاتے ہیں۔ بتاؤ یعنی آموختن سے صیغہ واحد حاضر مضارع اور صیغہ جمع متکلم مستقبل مجہول

آگاہیدن سے صیغۂ واحد متکلم ماضی ناتمام مجہول اور صیغۂ واحد حاضر امر مجہول۔

آزردن سے صیغۂ واحد حاضر نہی معروف اور صیغۂ جمع حاضر حال مجہول۔

افراختن سے صیغۂ جمع اسم فاعل اور صیغۂ متکلم ماضی تمنائی مجہول۔

بالیدن سے صیغۂ واحد غائب ماضی ناتمام معروف (اس مقام پر لڑکوں کو سمجھا دینا چاہیئے کہ گو اس مصدر کا مضارع بالد آتا ہے مگر خود مضارع کے باقی صیغے اور جتنے صیغے مضارع سے بنائے جاتے ہیں سنے نہیں گئے۔

بودن سے صیغۂ جمع غائب مستقبل (مثل بالیدن کے اس مصدر کا بھی حال ہے)

بردن سے صیغۂ جمع متکلم حال مجہول اور صیغۂ جمع اسم فاعل۔

تاختن سے صیغۂ واحد حاضر مضارع اور صیغۂ واحد اسم مفعول۔

جستن سے صیغۂ جمع حاضر مضارع اور صیغۂ جمع غائب مستقبل۔

خستن سے صیغۂ جمع حاضر مضارع اور صیغۂ جمع غائب مستقبل

خواستن سے صیغۂ واحد متکلم مستقبل معروف اور صیغۂ جمع حاضر حال معروف۔

ربودن سے صیغۂ جمع حاضر نہی معروف اور صیغۂ جمع غائب ماضی احتمالی مجہول۔

زدن سے صیغۂ جمع غائب مضارع معروف اور صیغۂ متکلم ماضی بعید مجہول۔

ساختن سے صیغۂ واحد حاضر حال معروف اور صیغۂ جمع حاضر مستقبل مجہول۔

شکستن سے صیغۂ واحد حاضر نہی معروف اور صیغۂ جمع غائب ماضی قریب مجہول۔

فریفتن سے صیغۂ جمع اسم فاعل اور جمع اسم مفعول اور صیغۂ حاصل مصدر۔

کاستن سے صیغۂ جمع غائب امر معروف اور صیغۂ واحد حاضر حال مجہول۔

گرفتن سے صیغۂ جمع غائب نہی معروف اور صیغۂ واحد متکلم ماضی مطلق مجہول۔

گشتن سے صیغہ واحد متکلم مستقبل اور صیغہ جمع حاضر نہی۔
دانستن سے صیغہ متکلم ماضی تمنائی معروف اور صیغۂ واحد اسم فاعل۔
مُردن سے صیغۂ واحد غائب نہی اور صیغۂ واحد اسم مفعول۔
نمودن سے صیغہ جمع متکلم حال معروف اور صیغۂ جمع اسم مفعول۔
یافتن سے صیغۂ جمع اسم فاعل اور صیغۂ واحد حاضر مستقبل مجہول۔

نیچے لکھے ہوئے جملوں میں جن الفاظ پر خط کا نشان ہے بتاؤ کون کون صیغے ہیں اور ہر ایک کا مصدر و معنی کیا ہے۔

کہ گرد و نیافت - جوینده یابنده - پسند کس آنچہ بخود نہ پسندی۔
ہر کسے مصلحتِ خویش نکوے داند - بروز طمع دیدۂ ہوشمند۔
زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ بساز - نشنیدۂ مگر تو ہر کہ شیر دبستۂ
- از کوزه ہماں برو ترا و دکہ در وست - ایں ہمہ ہیچ ست چوں مے بگزرد
اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی + مگر ایں پنج روز دریابی
دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست - چہ دانی تو اے بندہ کارِ خدا ے
خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی - زکارِ بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
در ہمہ کار مشورت باید - کارِ بے مشورت نکو ناید - برلبِ جوئے نشیں و گزر عمر بیں -
ایں اشارت زجہاں گزراں مارا بس - چوں کنم خود کرده ام خود کرده را تدبیر چیست
تکلف گر نباشد خوش تواں زیست - ہر کہ میلِ گنج دارد رنج مے باید کشید
ہر چہ گیرید مختصر گیرید - گر زمیں را بہ آسماں دوزی + نہ دہندت زیاده از روزی
آنچہ نصیب ست ہم مے رسد + ور نہ ستانی بہ ستم مے رسد - اگر خارکاری سمن ندروی

هرآنکه تخمِ بدی کِشت و چشمِ نیکی داشت + دماغ بیهده پخت و خیالِ باطل بست

آں چناں زی که بعد مردنِ تو + همه نالاں بوند و تو خنداں - تا توانی درونِ کس مخراش
اندروں از طعام خالی دار + تا درو نورِ معرفت بینی + تهی از حکمتی بعلت آں + که پُری
از طعام تا بینی - چوں خدا خواهد که پردهٔ کس درد + میلش اندر طعنهٔ پاکاں برد - اگر روزی
بدانش بر فزودے + ز ناداں تنگ روزی تر نبودے + بناداں آں چناں روزی رساند
که دانا اندراں حیراں بماند - در عمل کوش و هر چه خواهی پوش + تاج بر سر نه و علم بر دوش
نصیحتے کنمت بشنو و بهانه مگیر + که هر چه ناصحِ مشفق بگویدت بپذیر - تو پاک باش برادر
مدار از کس باک + زنند جامهٔ ناپاک گازراں بر سنگ - چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش
ده روز مهرِ گردوں افسانه است و افسوں - نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا - بمیر تا برهی
اے حسود کیں رنجیست + که از مشقتِ او جز بمرگ نتواں رست - بزرگی بایدت بخشندگی کن
که دانه تا نیفشانی نروید - گاوان و خران بار بردار + به ز آدمیانِ مردم آزار - چرا کارے
کند عاقل که باز آید پشیمانی - دیدهٔ انصاف چو بینا بود + دُر شمرد گرچه که مینا بود - چشمِ هنر بیں
بود از عیب پاک + بے هنر از عیب کند زاں چه باک - چشمِ بد اندیش که بر کنده باد +
عیب نماید هنرش در نظر - آنرا که بدست لطف برداشته + بنواز و بیکبار میفگن بر خاک
نیک ار کنی بجائے تو نیکی کنند باز - در بد کنی بجاے تو از بد بتر کنند - امروز هستی از بد و از
نیک بے خبر + روزے بود که از بد و نیکت خبر کنند - دولت نه به اکتساب علم و هنر است - وابستهٔ
احکامِ قضا و قدر است - بگیر دامنِ جمعیتے و فارغ باش + که سنگِ تفرقه دوراں در آستیں دارد
بهیچ یار مده خاطر و بهیچ یار + که بر و بحر فراخ است و آدمی بسیار - دامِ شیطان ست دنیا دانه لذتهاے
نفس - مرغِ دل را حرص و نه زد و در دام افگند + بشنو ایں نکته که خود را ز غم آزاده کنی

خوں خوری گر طلبِ روزی ننهاده کنی + تکیه بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف + مگر اسبابِ بزرگی
همه آماده کنی - نابرده رنج گنج میسر نمیشود - مزد آں گرفت جانِ برادر که کار کرد - جمله دنیا ز کهن تا بنو
چوں گزرانست نیرزد بجو - ضامنِ روزی شده روزی رساں + چند بسر سوئے دوم چوں خساں -
بدخل و خرج خود هر دم نظر کن + چو دخلت نیست خرج آهسته تر کن - همت بلند دار که پیشِ خدا و خلق +
باشد بقدرِ همتِ تو اعتبارِ تو - سعدیا مردِ نکونام نمیرد هرگز + مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند - ازیں
خویش کشا سینه را - مایه مکن نسبتِ دیرینه را - از پدرِ مرده ملاف اے جواں + گر نه سگی چوں خوشی از استخواں
رازکشائے هر کس که دریں مرکزِ خاک + سیر کردیم بسے محرمِ اسرار نبود - چنیں گفت دانائے آموزگار
مکن بد که بد بینی از روزگار - جنگ و صلح بے محل نباید بکار + جائے گل گل باش و جائے خار خار - علاجِ واقعه
پیش از وقوع باید کرد - دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست - بپیرے رسیدم به اقصائے یونان
بدو گفتم اے آنکه با عقل و هوشی + ز هر دم چه بهتر بهر حال گفته + اگر راست پرسی خموشی خموشی - +
چند گردی گردِ عالم بهرِ زر + بیش گردد زر شود غم بیشتر - کاسهٔ چشمِ حریصاں پُر نشد + تا صدف
قانع نشد پُر در نشد - دشمنِ دانا که غمِ جاں بود + بهتر ازاں دوست که ناداں بود - رهِ نیک مرداں آزاده گیر
چو استاده دستِ افتاده گیر - بوستانِ دهر را برگ و نوائے کس ندید - چهرهٔ اقبال را رنگ و وفائے کس ندید
بر فریبِ آبادِ گیتی اعتماد از عقل نیست + زاں که زیں پرفتنه تر محنت سرائے کس ندید - خاطرِ محنت زدگاں
شاد کن + وز شبِ محنت زدگی یاد کن - جانِ من هر چیز را با اصلِ خود باشد رجوع - ما چو از
خاکیم آخر خاک میباید شدن - تلطف کن که هر کاریکه صعب ست + بنرمی و مدارا مے تواں ساخت
بشیریں زبانی و لطف و خوشی + توانی که پیلے بموئے کشی - بر گنهگار شدی چوں شدی قادر
عفو را شکرِ نعمتِ خود ساز - دو چیز حاصلِ عمرست خیر و نام نکو + چو زیں دو درگزری کل من علیها فان
با مردمِ نیک و بد نمیباید بود + در بادیه دیو و دد نمیباید بود + مفتوں معاشِ خود نمیباید شد

مغرور بہ عقل خود نمیباید بود + بر وگنج قناعت جو بکنج عافیت بنشیں۔ کہ یک دم تنگدل بودن
بہ بحر و بر نمی ارزد + چو حافظ در قناعت کوش وا ز دنیائے دوں بگزر + کہ یک جو منتِ دوناں
بصد من دُر نمی ارزد۔ نزاعِ آنچناں آتشے بر فروزد + کہ از تابِ آں ہر چہ باشد بسوزد۔
دولتِ دنیا کہ تمنا کند + با کہ وفا کرد کہ باما کند۔ ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد + کہ استخواں
خورد و طائرے نیازارد۔ خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشیں۔ دستِ وفا در کمرِ عہد کن +
تا نشوی عہد شکن جہد کن۔ جہاں اے برادر نماند بکس + دل اندر جہاں آفریں بند و بس
از خداداں خلاف دشمن و دوست + کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست۔ چوں نداری ناخنِ
درندہ تیز + باداں آں بہ کہ کم گیری ستیز۔ ادب تاجیست از لطفِ الٰہی + بنہ بر سر برو
ہر جا کہ خواہی۔ نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید + نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید۔
نگفتہ ندارد کسے با تو کار + ولیکن چو گفتی دلیلش بیار۔ سخن را ببند یش وانگہ بگوے + مکن در
مہمے کہ داری شتاب۔ زراہ تانیؔ عناں بر متاب۔

خاتمہ

اُستاد کو چاہیئے کہ لڑکوں کو جملوں کے معنی حرف بحرف سمجھاوے۔ اور محاورہ اُردو میں جس حرف
کے معنی اُس کی جگہ نہیں۔ بلکہ دوسرے مقام پر کیے جاتے ہیں۔ بخوبی ذہن نشین کر دے۔
مثلاً یہ کہ از کے معنی اُس کلمے کے بعد کیے جاتے ہیں جو از کے بعد ہو بشرطیکہ وہ کلمہ مضاف نہو
اور نہ معطوف الیہ اور نہ ایسا اسم اشارہ ہو جس کا مشارٌ الیہ اُس کے بعد واقع ہو ورنہ مضاف
الیہ اور معطوف اور مشارٌ الیہ کے بعد کیے جاینگے۔ جیسے از خدا کے معنی ہیں خدا سے۔ یعنی
از کے معنی سے لفظ خدا کے بعد نکلے لیکن بہ ز آدمیانِ مردم آزار میں ز کے معنی سے
لفظ آدمیان کے بعد نہیں نکلیں گے۔ اس واسطے کہ آدمیان مضاف موصوف

ہی۔ اور مردم آزار اُسکی صفت واقع ہی پس یوں کہنا ہوگا۔ بہتر آدمیوں کے ستانیوالے
سے یا کہ از مشقت اومیں یوں کہنا ہوگا کہ تکلیف اُسکی سے۔ یا از دست و زبانے کہ برآید
کز عہدہ شکرش بدر آید۔ میں پہلے از کے معنی کاف استفہام کے بعد اور دوسرے
از کے معنی جو مخفف ہوکر کہ سے مل گیا ہی۔ ش کے بعد کہنے ہونگے یا مثلاً ازیں کس چہ
خواہی میں آز کے معنی لفظ کس کے بعد کہنے ہونگے یعنی اس شخص سے تو کیا چاہتا ہی۔
لڑکوں کو در کے معنی عموماً بیچ پڑھائے جاتے ہیں اور عبارت فارسی میں جس جگہ در واقع
ہوتا ہی اُسی جگہ اُس کے معنی بھی کہے جاتے ہیں لیکن اگر در کے معنی شروع سے میں
بتائے جائیں اور سمجھا دیا جائے کہ آز کی طرح اگلے کلمے کے بعد نکلتے ہیں تو محاورۂ
اُردو سے بہت مطابق ہو۔ را کے معنی تئیں بتائے جاتے ہیں لیکن اب لفظ تئیں
فصیح اُردو سے متروک سا ہوگیا ہی۔ التزام سے را کے معنی کو بتائے جائیں۔

اضافت کے تذکرہ میں اس کا بیان ہوچکا ہی کہ اس خصوص میں محاورۂ فارسی
بالکل محاورۂ اُردو کے خلاف ہی۔ لیکن معلّم محاورۂ فارسی کی تقلید کرکے عبارت
فارسی کی ترتیب پر معنی بتایا کرتے ہیں مثلاً کتاب زید کے معنی محاورۂ اُردو میں زید
کی کتاب ہیں مگر جب معلّم بتائیں گے کتاب زید کی۔

مبتدیوں کو دونوں زبانوں میں محاورے کا تھوڑا اختلاف دیکھکر بھی وحشت ہوتی ہی اور
یہ وحشت مدت تک اُن کو دوسری زبان سے آشنا نہیں ہونے دیتی بڑا عمدہ طریقہ دوسری
زبان کی تعلیم کا یہ ہی کہ معلّم اہتمام کرکے جہاں تک اُس کے کرنے سے ہوسکے اُس زبان کے
محاوروں کو زبان مبتدی کے محاوروں کے پیرایہ میں اُسکو سمجھائے تاکہ مبتدی دونوں زبانوں
کے اختلافِ محاورہ پر غور کرسکے اور اگر فارسی کے ساتھ اُردو کا محاورہ بھی بگاڑا جاتا ہی

تو اُس کا مطلب یہ ہی کہ مبتدی کو دونوں زبانوں کے محاوروں کا نہیں کھایا جاتا پس وہ اپنے محاورہ کو دوسری زبان کے محاورے میں ادا کرنے پر کیونکہ قادر ہوگا لیکن اگر صرف اسی قدر کیا جائے کہ ایک جملہ فارسی کے معنی بامحاورہ جملہ اردو میں بتا دئے جائیں تاہم مبتدی کے حق میں مفید ہوگا ایسا بتانا تو گویا مبتدی کو بمنزلہ مطلب سمجھانے یا لازم معنی بتانے کے ہوگا۔ مبتدی کی استعداد زباندانی کو اس سے ہرگز ترقی نہ ہوگی بلکہ بہتر یہ ہی کہ مبتدی کو پہلے لفظی معنی بتائے جائیں اور پھر اُس کو سمجھا دیا جاوے کہ دیکھو یہ کیسی نامربوط اُردو ہی۔ اور پھر اُس کو بامحاورہ اُردو میں معنی بتائے جائیں۔ تاکہ اُس کو اختلاف پر تنبیہ ہو۔ جن لڑکوں کو اس طرز پر تعلیم کی گئی اُن کو فارسی میں ادائے مطلب پر بہت جلد قدرت حاصل ہوئی اور مضمون اردو کو ایسی اچھی طرح فارسی میں ادا کرنے لگے کہ اُن کی معلومات پر نظر کرنے سے ایسا درست ترجمہ ہر ایک کو موجب تعجب ہوتا تھا۔ علاوہ اسکے متعلم کی معلومات ہمیشہ معلم کے پیش نظر ہوتی ہی۔ خصوصاً جبکہ مبتدی ہو پس ابتدا سے معلم اُردو کے سلیس سلیس چھوٹے چھوٹے جملے شاگرد کو بتا دیا کرے۔ جس کے مفردات کی فارسی اُس کو معلوم ہی اور شاگرد ہر روز ایسے ایسے دو چار جملوں کا فارسی میں ترجمہ کیا کرے اور معلم اصلاح دیا کرے اور ترجمہ و اصلاح کی ایک کتاب شاگرد کے پاس بقید تاریخ رہنی چاہیے اُستاد کی اصلاح سرخی سے ہو تاکہ مبتدی کو اشتباہ واقع نہو اور اگر لڑکوں کے ساتھ متعلم فارسی میں بات چیت بھی کیا کرے اگر ہر وقت نہیں تو دو چار منٹ تو لڑکوں کو نہایت سود مند ہوگا +

القاب و آداب وغیرہ کی مشکل عبارتیں جو ہمیشہ خطوط کے شروع میں لکھنے کا دستور ہو گیا ہی ہرگز ہرگز مبتدیوں کو تعلیم نہ کی جائیں اس واسطے کہ مبتدیوں کو اِن الفاظ کے معنی کا

سمجھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ اور بے سمجھے کسی لفظ کا استعمال بڑی زبون بات ہے جس سے ذہن کند ہوتا ہے +

حضرتِ بندہ۔ قبلۂ بندہ - برادر صاحب۔ صاحب من - مہربان من۔ عزیز من اِس طرح کے چھوٹے چھوٹے القاب مبتدیوں کو بس ہیں +

جس طرز پر فی زمانا ہذا تعلیم ہوتی ہے۔ اس میں ایک بڑا نقص یہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی بات میں متعلم سے غور اور خوض نہیں کرایا جاتا۔ ذرا شاگرد رُکا اور معلم نے لقمہ دیا حالانکہ جو بات شاگرد خود نکال سکتا ہو ضرور ہے کہ اُسی سے نکلوائی جائے گو اس میں دیر ہو۔ اور گو اُستاد کی طبیعت اُس دیر کی وجہ سے منغض بھی ہوتی ہو۔ اور اگر اُستاد دیکھے کہ شاگرد کی طبیعت اصلِ سخن کی طرف منتقل نہیں ہوتی تاہم مدد کے طریقہ پر اشارۃً کچھ سہارا لگا دینا چاہیے نہ یہ کہ بالکل اُس کو بتا دیا جاوے اس طرح روک ٹوک کے ساتھ پڑھانے سے لڑکوں کے ذہن و حافظہ کو خوب ترقی ہوتی ہے اس کے واسطے مطالعہ کا طریقہ بہت بہتر ہے۔ وہ یہ کہ پڑھنے سے پہلے لڑکے اگلا سبق خود دیکھ لیا کریں اور بہت ابتدائی حالت میں شاید یہ مناسب ہوگا کہ معلم مطالعہ سے پہلے اُن لفظوں پر نشان پنسل سے کر دے جو متعلم کو خود نکالنے چاہئیں اب لوگوں نے مطالعہ کو بڑے جید طلبا کے ساتھ خاص کر رکھا ہے۔ یہ غلطی ہے۔ علی قدر استعداد سب کے واسطے مطالعہ مبتدی ہو یا منتہی۔ مبتدی ہمیشہ اُستاد کی زیادہ توجہ کے محتاج ہوتے ہیں اور اُستادوں کا یہ حال ہے کہ جو اُن کی توجہ کے زیادہ محتاج ہیں انھی سے زیادہ بے توجہی کرتے ہیں +

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ چھوٹی جماعتوں کو اونچی جماعتوں کے لڑکے پڑھا دیا کرتے ہیں

اُستاد ہفتوں بھی خبر نہیں لیتے ۔ اُستادوں کی یہ بے خبری مبتدیوں کا بڑا نقصان کرتی ہی ۔ مدرس کو چاہیے کہ مبتدی جماعتوں کو خود بالالتزام سبق دیا کرے اور جہاں تک اُس کی فرصت مساعدت کرے زیادہ وقت اُن کی تعلیم میں صرف کرے جس قدر تحقیق کے ساتھ مبتدی کو تعلیم کی جائے گی اُسی قدر جلد مبتدی کی استعداد کو ترقی ہوگی ۔ اگر ایک مختصر سا نصاب مثلاً **نصاب خسرو** مبتدی کو خوب طرح یاد ہو اور چند قاعدے جو اس رسالہ میں جمع کیے گئے ہیں سمجھا کر استحفظ کرا دیئے جائیں اور اُن قاعدوں کا استعمال ان چند اشعار فارسی میں جو اوپر مرقوم ہوئے مبتدیوں کو دکھایا جائے تو میرا گمان یہ ہی کہ اس سے مبتدی کو ضرور اتنی استعداد حاصل ہو جائے گی کہ وہ سلیس فارسی عبارت کا صحیح ترجمہ کرے گا ۔ بلکہ شاید آسان فارسی بھی صحت کے ساتھ لکھنے لگے اور تجربہ سے ایسا ثابت ہوا ہی کہ اگر اچھی طرح تعلیم ہو اور متعلم بھی مادہ قابل رکھتا ہو تو اتنی استعداد صرف چھ مہینے میں حاصل ہو جاتی ہی +

تمام